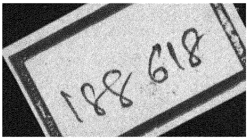
188 618

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188618
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۳۳ ۱ Accession No. ۱۳۹۵۵

Author خالد بن ولید ع عبدالوہاب خاں 13955

Title خالد بن ولید

This book should be returned on or before the date last marked below.

خالدؓ بن ولید

انتساب

تاریخ ادبیات میں یہ دور افسانوں اور تفریحی تمثیلات کا ہے انھیں ذرائع سے ترقی یافتہ قومیں اپنے بزرگوں کے کارناموں کی نشر واشاعت کر رہی ہیں اور اسی پردہ میں دنیا کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش جاری ہے۔ کیا مناسب نہ ہوگا کہ ہم بھی فاقصص القصص لعلہم یتفکرون (آپ ان کو قصے سنائیے شاید یہ کچھ سوچیں سمجھیں) کی غرض سے تمثیلی مکالمہ کو اپنا آلۂ کار بنالیں اور اپنی تاریخی روایات کو جو حریفوں کی حرافیوں سے مبالغہ آمیز افسانے یا ظلم وستم کی داستانیں مشہور ہوگئی ہیں اصلی رنگ میں منظر عام پر لائیں؟

یہ خیالات تھے جن کی بنا پر دنیا کے سب سے بڑے سپہ سالار اور تاریخ اسلام کے زبردست ہیرو، حضرت خالد بن ولید کے شیدائی یعنی منگرول کے ولی عہد عالیجناب شیخ عبد الخالق صاحب خالد نے اس مکالمہ کے لکھنے کی تحریک کی اور مجھ سے میری علمی بے بضاعتی کے باوجود یہ خدمت لے لی اس لئے میں اپنی یہ ناچیز کوشش انھیں کے نام نامی سے منسوب کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

انتساب

یہ مضمون تین سال پہلے مانا دَر کی پرسکون فضا میں ترتیب دیا گیا تھا۔ خیال یہ تھا کہ مکالمہ سے پہلے ایک مقدمہ میں تاریخ و تمدن اور مذہب و اخلاق کے اعتبار سے یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں کا مسلمانوں سے مقابلہ اور حضرت خالدؓ بن ولید کے حالات زندگی کی جزئیات بھی شامل کر دی جائیں تاکہ معلوم ہو کہ مسلمانوں نے تسخیر ممالک کے ساتھ تعمیر اخلاق اور تہذیب معاشرت میں کیا حصہ لیا اور میدان جنگ کے باہر حضرت خالدؓ کی زندگی کیا تھی لیکن نہ تو اس کے اسباب ہی فراہم ہوئے نہ تاریخ کے اس بحر ذخار میں غوطہ زنی کی مجھے جرأت ہوئی یہاں تک کہ ان اوراق پریشاں کی اشاعت کا وقت آ گیا۔

مکالمہ میں اس التزام کی گنجائش نہ تھی کیونکہ جزئیات کی تفصیل یا واقعات کی بھرمار اور جملہ افراد واقعہ کی شرکت سے شاید تاریخ کا فرض تو ادا ہو جاتا لیکن مکالمہ کا تسلسل اور تمثیل کا اتار چڑھاؤ باقی نہ رہتا اس لئے جس طرح روداد کا اختصار اور افراد کا انتخاب ایک امر ناگزیر تھا اسی طرح ہیرو اور اس کے دوستوں اور دشمنوں کی جنگی زندگی کے سوا عام اخلاق و معاشرت کا بیان بالاستیعاب دشوار تھا۔ ان پابندیوں کی وجہ سے بہت سی قابل ذکر ہستیاں خاص کر وہ مسلم خواتین جو زندگی کے ہر شعبہ میں حصہ لیتی تھیں اور مردان اولوالعزم کے دوش بدوش میدان کارزار میں داد سپہ گری دیتی تھیں اس رزم نامہ میں شریک نہ ہو سکیں۔

مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی علمی نارسائی کی وجہ سے نہ ان دشواریوں کا حل سوچ سکا نہ اپنے بیان میں زبان کی خوبیاں ہی پیدا کر سکا تاہم ارباب نظر سے امید ہے کہ میری کوتاہیوں سے چشم پوشی فرمائیں گے۔

والعذر عند کرام الناس مقبول

جیپور
۲۰ شعبان ۱۳۵۶ ہجری

عبدالوہاب خاں عاؔ
(ایم اے، ایم او ایل)

۲۸۹

فتح باب

اس مختصر مکالمہ کا مقصد نہ تاریخ اسلام پر تبصرہ کرنا ہے نہ حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کے کارنامۂ حیات کی تفصیل کرنا بلکہ یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جو واقعات اس زمانہ میں پیش آئے ان کے اسباب و نتائج کیا تھے یعنی وہ قوم جس کی جہالت اور وحشت کی داستانیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں وہ کس طرح تہذیب یافتہ قوموں سے تمدن و معاشرت میں بازی لے گئی اور وہ ملک جس کے ادبار اور افلاس کے افسانے مشہور کئے جاتے ہیں اس نے کس طرح دنیا کی زبردست سلطنتوں کے تختے الٹ دئے۔

ایسا بدنصیب ملک جس کی زمین بنجر ہو، جس کا آسمان بادلوں کی صورت کو ترستا ہو، جس کا سمندر مینھ کے مشکیزے بھر بھر کر ممالک غیر کو تو بھیجتا ہو لیکن جس کا ساحل ہمیشہ گرد و غبار سے اٹا رہتا ہو، جہاں سے مینھ برسانے والی ہوائیں اٹھتی ہوں لیکن منہ پھیر کر چلی جاتی

ہوں حیرت ہے کہ وہ ملک دیکھتے دیکھتے ایران اور شام کی سرسبز سلطنتوں پر چھا جائے اور ان کو اپنے زیرنگیں کرے۔ جو لوگ کبھی ملک رہنا نہ جانتے تھے، جو لوگ ریگستان عرب میں اونٹ بکریاں چراتے تھے اور جا بجا بھٹکتے پھرتے تھے حیرت ہے کہ ان لوگوں نے قیصر وکسریٰ کی منظم فوجوں اور ملکی اور مالی طاقتوں کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے جن لوگوں کی وحشت مسلّم تھی ان سے دنیا نے تہذیب و تمدن کا سبق لیا، جو لوگ صدیوں سے تاریکی میں پڑے تھے انہی لوگوں نے علم و عمل کی روشنی پھیلائی، فنون لطیفہ ایجاد کئے، علوم عالیہ کی تدوین و ترویج کی سیاسیات کے اصول و ضوابط مقرر کئے، مذہب اور اخلاق کا بہترین نمونہ پیش کیا، کون سی بات تھی جو ان عربوں نے حیرت انگیز طریقہ سے انجام نہ دی ہو۔ یہ لوگ مادیت کے فاتح اور روحانیت کے مالک ہوئے، ان کے مضبوط ہاتھوں نے ایشیا اور یورپ اور افریقہ میں جہاں جہاں اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑے تھے اب تک لہرا رہے ہیں۔

یہ بھی پیغمبر اسلام کا ایک معجزہ تھا کہ آپ نے ایسی ناکارہ قوم سے وہ خدمت لی جو دنیا کی کوئی ترقی یافتہ قوم انجام نہ دے سکی ورنہ وہی عرب اب بھی ہیں جو اپنی قدیم روایات کا زندہ نمونہ ہیں، اس قوم میں اب بھی ترقی کے آثار نظر نہیں آتے یہ لوگ اب تک اپنی ضرورت کی کوئی چیز نہیں بنا سکتے۔ نہ وہاں کپڑے بنانے کی مشینیں ہیں نہ آلات حرب کے کارخانے نہ جہازرانی کے اسباب ہیں نہ کاشتکاری کی ترقی، نہ تجارت کی وسعت ہے نہ کسی صنعت کا وجود، سیاسیات عالم میں عرب کی کوئی جگہ نہیں۔ مذہب میں مسلمانان عرب ہندی مسلمانوں سے زیادہ خوش عقیدہ نہیں ہوتے۔ ان کے لباس اور بود و باش کے طریقے

اب بھی ان کی قدیم درماندگی کا پتہ دیتے ہیں۔ جس ملک اور جس قوم کی حالت اس عالمگیر ترقی کے زمانہ میں یہ ہو اس کی حالت چودہ سو برس پہلے کیا ہوگی؟ اس کا اندازہ کچھ دشوار نہیں لیکن ایک زمانہ وہ بھی گزرا ہے جبکہ اس قوم میں ہزاروں تہذیب و ترقی کے علمبردار پیدا ہوئے۔ یہ کس کا فیض صحبت تھا؟ یہ بھی ہمارے پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) کا ایک معجزہ تھا۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ چین اور ہندوستان حکومت ہی کو حکمت اور مصر و یونان دولت ہی کو شریعت سمجھنے لگے تھے۔ عجم کی خود پرستی شام کی خدا فراموشی اور عرب کی جہالت معراج کمال پر پہنچ چکی تھی، اس وقت اسلام نے جزیرہ نمائے عرب میں، ان لوگوں میں جنم لیا، جو بدترین اخلاق کا نمونہ تھے، آپس میں لڑتے تھے، بات بات پر خون کے دریا بہاتے تھے، شراب پیتے تھے، جوا کھیلتے تھے، بے گناہ لڑکیوں کا قتل روا سمجھتے تھے، دگنا چوگنا سود لیتے تھے، انسانی ہمدردی سے واقف نہ تھے، خدا کو پہچانتے نہ تھے، پتھر کے بت ان کے معبود تھے، بدچلنی پر فخر کیا کرتے تھے، لوٹ مار ان کا پیشہ تھا، کوئی تاجر کوئی مسافر ان کے ملک سے اپنا مال، اپنی جان اور اپنی آبرو بچا کر نہیں لیجا سکتا تھا، آدمی کو آدمی غلام بنا کر رکھتا تھا، غلاموں کی تجارت کی جاتی تھی، ان کے پاس کوئی مذہب، کوئی شریعت، کوئی قانون نہ تھا، جو چاہتے تھے کرتے تھے اور جس طرح چاہتے تھے رہتے تھے۔ انہیں لوگوں میں ایک شخصیت ایسی پیدا ہوئی جو بچپن سے چالیس برس تک اسی ماحول میں رہ کر بھی ان باتوں کی خوگر نہ ہوئی اس نے

نہ صرف اپنی قوم کی بلکہ تمام دنیا کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ مظلوموں کی حمایت کی، دکھیاروں کا دکھ بٹایا، یتیموں کو دلاسا دیا، بیواؤں کو تسلی دی، غلاموں کو آزاد کیا، بے دینوں کو دینداری سکھائی، تاریکی میں روشنی پھیلائی، گمراہوں کو رستہ بتایا لیکن اس کی انقلاب انگیز باتیں قدامت پرستوں کو پسند نہ آئیں۔ انھوں نے اس کو روکا، ڈرایا، دھمکایا، لالچ دیا، طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں، سارا ملک، تمام قوم، یہاں تک کہ اس کے عزیز رشتہ دار اس کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ کوئی رستہ میں کانٹے بچھاتا تھا، کوئی گڑھے کھودتا تھا، کسی نے موقعہ پا کر گلا گھونٹ دیا، کسی نے کھانے میں زہر کھلا دیا، قتل کی سازشیں کیں، تیر چلائے، پتھراؤ کیا، زخموں اور چوٹوں سے اس کے جسم کو لہولہان کر دیا۔ وہ ان مظالم کا جواب دعا سے، عفو و درگزر سے، تالیف قلب سے اور وعظ و نصیحت سے دیتا رہا یہاں تک کہ اس کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر دشمنوں نے اس کے قدموں میں سر رکھ دئے اور اس کے طرفدار ہو گئے

جہاں تک اپنے نفس کا تعلق تھا تکلیفیں سہیں، ظلم و ستم اٹھائے، گھربار چھوڑا، بدی کے بدلے میں نیکی کی اور حق کا دل اس پہ بھی نہ پسیجا ان کو معاف کیا لیکن جب دوسروں کی زندگی کا سوال سامنے آیا اور جو لوگ اس کے ہم خیال ہو گئے تھے وہ اپنی سلامت روی اور راستبازی کی وجہ سے بزدل اور کمزور سمجھے جا کر قتل ہونے لگے تو ان کی حفاظت کے لئے لوہے کو لوہے سے کاٹنا پڑا لیکن احتیاط کے ساتھ کہ کسی وقت کسی حالت میں پیش قدمی نہ ہونے پائے اور صرف جان اور ایمان بچانے کے لئے دشمنوں کی مدافعت کی جائے چنانچہ جب مظالم حد سے گزرنے لگے تو قیام امن کے لئے مجبوراً اعلان جنگ کرنا پڑا نتیجہ یہ ہوا کہ

مٹھی بھر مسلمانوں نے ہزاروں سرکش جنگجو عربوں پر کئی کئی لڑائیوں میں فتح پائی اور آخر ایسی فتح ہوئی کہ دشمنوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔ یہی وقت تھا کہ گذشتہ مظالم کا بدلہ لیا جائے اور دشمنوں کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے جس کو دیکھ کر آئندہ کسی کو مسلمانوں سے الجھنے کی جرأت نہ ہو لیکن اس درویش دل بادشاہ نے سب کو معاف کر دیا اور کہدیا کہ میں تم کو سلامتی کا پیغام دینے آیا ہوں قتل و غارت کرنے کے لئے نہیں آیا۔ اس رحمدلی کا یہ اثر ہوا کہ اس کے ہزاروں جانی دشمن دلی دوست بن گئے اور اس کی بے آزار زندگی، پاکیزہ عادتوں اور دل نشین تعلیم کے اثر سے تھوڑی ہی مدت میں تمام عرب مسلمان ہو گیا۔ جاہل اور اکھڑ بدوؤں میں بیدردی کے بجائے ہمدردی پیدا ہوئی، جو دوسروں کے خون کے پیاسے تھے وہ ان کے پسینہ پر اپنا خون چھڑکنے لگے، دشمن بھائی بھائی بن کر رہنے لگے، صدیوں کی لڑائیاں ختم ہو کر امن و امان کی بنیاد پڑی، لوٹ مار، جھوٹ فریب، شراب، جوا، زنا اور سب بدچلنی کی باتیں تہذیب اور شائستگی سے بدل گئیں، بت پرستی اور اوہام پرستی کی جگہ توحید اور حق پرستی کا ڈنکا بجا جس سے تمام جہاں گونج اٹھا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ ایک یتیم اور بے یار و مددگار درویش نے آخر بادشاہوں کے دلوں پر بادشاہی کی۔

لیکن اسلام کی یہ روز افزوں ترقی اور متواتر فتوحات ہمسایہ قوموں کی نگاہوں میں کھٹکتی تھیں۔ خاص کر جب سنہ ۶ ہجری میں ان کے پاس پیغمبر اسلام کے تبلیغی پیغام پہنچے تو ان کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ اسلام کی بیخ کنی پر آمادہ ہو گئے۔ اسی طرح جو لوگ دنیا طلبی کے لئے مسلمان ہوئے تھے وہ بھی اسلامی مساوات اور ایثار کی تعلیم سے بددل ہو کر

بدلنے لگے. آپ کی رحلت کے بعد ۱۱ھ ہجری میں ان کو سرکشی کا زیادہ موقعہ ملا اور یکایک ایسا فتنہ پیدا ہوا کہ عالم اسلام میں ہل چل مچ گئی۔

مدینہ دشمنوں سے گھرا ہوا تھا، مرتد مسلمانوں پر چڑھے چلے آتے تھے، شہنشاہ عجم اور قیصر روم مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دینے پر تلے ہوئے تھے، بت پرست اور عیسائی عرب خار کھائے بیٹھے تھے، یہودی کینہ توزی پر آمادہ تھے اور مسلمانوں کا وہ لیڈر جس نے عرب جیسی خونخوار اور درندہ قوم کو بھائی بھائی بنا دیا تھا ان میں نہیں رہا تھا لیکن جو روح اس نے خاک عرب میں پھونکی تھی باقی تھی، دنیا کی اپنی قسم کی پہلی جمہوری سلطنت قائم ہوئی حضرت ابوبکر کو خلیفہ انتخاب کیا گیا اور مسلمانوں نے حضرت ابوبکرؓ کی رہنمائی سے، اپنے جوش ایمان سے، قوت اخلاق سے اور زور بازو سے کئی کئی دشمنوں کا بیک وقت ایسا سنگین اور مضبوط مقابلہ کیا کہ جو ان سے ٹکرایا خود پاش پاش ہو کر رہ گیا اور جس ملک نے ان کو دبانا چاہا ان کے قبضہ میں آگیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے بعد ۱۳ھ ہجری میں حضرت عمرؓ نے اسی طرح دشمنوں کا مقابلہ کیا اور سلامتی کے راستہ میں جو کانٹے پلکوں سے نہ چنے گئے نوک شمشیر سے نکالے یہاں تک کہ ۲۳ھ ہجری میں اسلامی سلطنت کی وسعت ۲۲۵۱۰۳۰ مربع میل تک پہنچ گئی حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمان نے اسلامی فتوحات میں اور اضافہ کیا ان کے بعد حضرت علیؓ نے علم خلافت بلند کیا اور دنیا کو اپنے علم و عرفان سے جگمگا دیا۔

اگر فتح و شکست جنگ پر منحصر ہوتی تو مسلمانوں کا ایرانیوں اور رومیوں سے کوئی۔

مقابلہ نہ تھا ان کی تعداد میں سیکڑوں اور ہزاروں کا فرق تھا، یہ ایک مقابلہ تھا دولت کا افلاس سے، وطن کا غربت سے، اقامت کا سفر سے یعنی دو زبردست سلطنتوں کا چند فاقہ مست خانہ بدوشوں سے، ایرانیوں اور رومیوں کے پاس ہر قسم کا سامان حرب موجود تھا، سپاہی زرہ بکتر میں غرق تھے لیکن مسلمانوں کی یہ حالت کہ کسی کے پاس تلوار ہے تو نیزہ نہیں نیزہ ہے تو تیر و کمان نہیں، کمبل سے بدن ڈھانکتے تھے اور پیوند پر پیوند لگاتے تھے۔ ایرانیوں اور رومیوں نے وقتاً فوقتاً تازہ بتازہ لشکر بھیجے لیکن مسلمانوں کی ایک ہی جماعت ان سے جا بجا لڑتی رہی۔ ایرانی اور رومی اپنے وطن میں تھے جہاں ان کو کافی سامان رسد اور ہر طرح کا آرام ملتا تھا لیکن مسلمانوں کو دشمنوں کے ملک میں گھس کر اور گویا ہر وقت محاصرہ میں رہ کر مقابلہ کرنا پڑا۔ ان حالات میں مسلمانوں کے لئے کوئی امید نہ تھی لیکن یہ کامیاب ہوئے اور ایسے کامیاب کہ شام و عجم نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کا سبب کچھ مسلمانوں کا عزم اور استقلال تھا اور کچھ ان کے ذاتی اخلاق کا عالمگیر اثر۔

یہ لوگ عیاشی اور اوباشی کے بجائے عبادت اور ریاضت میں مصروف رہتے تھے، کسی پر ظلم نہ کرتے، آپس میں بھائیوں سے زیادہ مل جل کر رہتے، غیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، امیروں کی پروا نہ کرتے، غریبوں سے جھک کر ملتے، کسی کو دھوکا یا فریب نہ دیتے اور دشمنی میں بھی انسانی ہمدردی کا خیال نہ چھوڑتے تھے۔

جب حضرت ابوبکرؓ نے دشمنوں کی شرارت سے مجبور ہو کر اعلان جہاد کیا تو امیران لشکر کو ہدایت کی کہ خبردار کسی کے ہاتھ پاؤں یا ناک کان نہ کاٹنا، کسی بوڑھے، بچے یا عورت پر ہاتھ

نہ اٹھانا، درویشوں اور گوشہ نشینوں کو اپنے حال پر چھوڑ دینا، دشمن سے بدعہدی یا فریب نہ کرنا ساتھ ہی جو ملک فتح ہوئے ان کی ترقی کے اسباب سوچے، رعایا کے امن و عافیت کا اور تجارت و زراعت کا پورا پورا انتظام کیا۔

اسی طرح حضرت عمرؓ نے حالت جنگ میں بھی کسانوں کو مذہبی پیشواؤں کو اور عام رعایا کو اپنے حال پر چھوڑ دیا، نہ کھیتیاں جلائیں، نہ شہر اجاڑے، نہ مویشی مارے، نہ عبادت گاہوں کو نقصان پہنچایا، غیر مسلم رعایا کو مسلمانوں کے برابر حقوق دیے، نئے شہر تعمیر کرائے، نہریں کھدوائیں، مالگزاری، سیاست اور معاشرت کے قانون مرتب کئے، ملکی اور قومی رواداری کا یہ عالم کہ یونانی، مجوسی، رومی اور ہندی[۱] سب لشکر میں داخل کئے جاتے تھے، مذہبی بے تعصبی کا یہ حال جس طرح پہلے رعایا کو عیسائی ہونے پر مجبور کیا جاتا تھا اب کسی سے مذہب کے بارے میں کوئی تعرض نہ کیا جاتا۔ ہر شخص کو خیالات کی آزادی حاصل تھی۔ صلح کے بعد غیر مسلم ذمیوں کی جان و مال کی حفاظت مسلمانوں کی جان و مال کے برابر کی جاتی تھی اور اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو قتل کرتا تو اس کے بدلے میں قتل کر دیا جاتا۔ ایران اور شام میں غیر قوموں کو غلاموں سے بدتر سمجھا جاتا تھا لیکن مسلمانوں نے یہ سب فرق اٹھا دیے۔ ایران میں نوشیرواں نے غیر قوموں سے ایک خاص خراج لینا شروع کیا تھا۔ مسلمانوں نے اس میں اصلاح کی اور خراج کا جو قاعدہ مقرر کیا اس میں مسلم غیر مسلم کی کوئی تفریق نہ کی بلکہ ناداروں اور معذوروں کی امداد اور رفاہ عام کے لئے ذی استطاعت لوگوں پر جو لگان مقرر ہوا وہ مسلمانوں پر اوروں کی بہ نسبت

---

[۱] الفاروق ص۱۹۱ از علامہ شبلی نعمانی

زیادہ تھا مسلمانوں پر ان کی سالانہ آمدنی کا چالیسواں حصہ دینا فرض ہوا اور یہ لگان زکوٰۃ کے نام سے دین کا ایک رکن بن گیا اس کے مقابلہ میں غیر مسلموں پر جزیہ مقرر ہوا جس کی مقدار ایک درہم یعنی چار آنہ سالانہ سے لیکر بعض خاص صورتوں میں بارہ روپیہ سالانہ تک ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ ہر مسلمان پر مذہب وملت کی حفاظت کے لئے اسلامی لشکر کا سپاہی ہونا قرار پایا غیر مذہب والوں پر اس بارے میں کوئی پابندی نہ تھی۔ ان سے جزیہ لیا جاتا تھا اور اس کے بدلے میں مسلمانوں پر ان کی جان ومال کی حفاظت فرض ہوتی تھی بے امنی کے زمانے میں اگر مسلمان غیر مسلمانوں کی حفاظت نہ کر سکتے تو جزیہ کی رقم واپس کر دیتے۔ بچوں، بوڑھوں، عورتوں غریبوں اور ناداروں سے کسی حالت میں جزیہ نہ لیا جاتا بلکہ ان کو بیت المال سے وظیفہ دیا جاتا۔ جو لوگ جنگ میں شکست کھا کر بھی صلح کرنا چاہتے تو ملک پر انہی کا قبضہ رہنے دیا جاتا اور ان سے مساویانہ شرائط صلح طے کر لیجاتیں۔ مسلمانوں کو چپہ بھر زمین لینے کا بھی حق صلح کے بعد نہ رہتا۔ اور لوٹ مار کرنا یا کسی کو لونڈی غلام بنانا جرم قرار پایا جاتا۔

یہی باتیں تھیں جن کی وجہ سے مسلمانوں نے غیر قوموں کو اپنے اندر جذب کر لیا اور جو دشمن تھے یا مسلمان ہو گئے یا مسلمانوں کی دوستی کا دم بھرنے لگے اور یہی اخلاق تھے جن کی وجہ سے مسلمانوں نے بہت سے ملک اس طرح فتح کئے کہ زمین پر خون کا ایک قطرہ بھی نہیں گرا۔

اسلام کے ایسے ہزاروں جاں نثاروں میں جن کی قربانیاں اسلام کی بقا اور ترقی کا سبب ہوئیں ایک خالدؓ بن ولید بھی تھے۔

پیدائش اور ابتدائی حالات قریش کا ایک قبیلہ بنی مخزوم تھا جس میں حضرت خالدؓ پیدا ہوئے۔ ان کے باپ کا نام ولید اور دادا کا نام مغیرہ تھا۔ ان کی ماں کا نام لبابہ صغریٰ تھا جو رسول اللہ کی حرم محترم حضرت میمونہ کی بہن تھیں۔

عرب میں اولاد کی کثرت پر فخر کیا جاتا تھا اور کیونکہ ولید کثیرالاولاد تھا اس لئے اس کو قریش میں بہت معزز سمجھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کو فنون حرب میں کافی مہارت تھی۔ وہ ایک بڑا فوجی افسر بھی تھا اور دولت مند بھی لیکن اسلام کا دشمن تھا اور ہمیشہ مسلمانوں کے درپئے آزار رہا کرتا تھا۔ حضرت خالدؓ نے بھی بڑے ہو کر باپ کی طرح مسلمانوں پر حملے کئے چنانچہ جنگ احد میں یہ قریش کے سپہ سالار تھے اور انھیں کی کوشش اور تدبیر سے کفار کی ہاری ہوئی فوج نے مسلمانوں پر تھوڑی دیر کے لئے غلبہ حاصل کیا۔

خالد کا اسلام لانا جب صلح حدیبیہ کے بعد (۶ ہجری میں) کفار مکہ مدینہ آنے لگے اور مسلمانوں سے ملنے جلنے لگے تو مسلمانوں کے حسن اخلاق، معاملات کی صفائی اور باہمی محبت اور اخلاص سے اس قدر متاثر ہوئے کہ فتح بدر اور مسلمانوں کی روزافزوں جنگی قوت سے بھی نہ ہوئے تھے یہ لوگ مکہ واپس جا کر مسلمانوں کی پاکیزہ معاشرت کا ذکر کرتے جن سے لوگ دل ہی دل میں اسلام کی صداقت کے قائل ہوتے جاتے تھے چنانچہ خالد بن ولید جو قریش کے ایک جانباز فوجی افسر تھے اور مسلمانوں سے

جتنے معرکے ہوئے ان میں ایک ممتاز درجہ رکھتے تھے اور جنگ احد میں مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا چکے تھے اب بے جنگ وجدل اپنے دل میں اسلام کا غلبہ محسوس کرنے لگے یہاں تک کہ صلح حدیبیہ کے کچھ روز بعد ہی مدینہ پہنچے اور قریش کی سرداری چھوڑ کر اسلام کی غلامی اختیار کی۔

مہمات اور فتوحات حضرت خالدؓ کا شمار دنیا کے سب سے بڑے سپہ سالاروں میں ہے آپ کی مہمات اور فتوحات کی فہرست طویل ہے۔ عہد رسالت میں جنگ موتہ میں جب مسلمانوں کے تین ہزار مجاہد ایک لاکھ عیسائیوں میں گھر گئے اور حضرت زیدؓ حضرت جعفرؓ، عبداللہ بن رواحہ جو یکے بعد دیگرے امیر لشکر ہوئے تھے شہید ہو گئے تو آپ نے حسن تدبیر سے مسلمانوں کو دشمنوں کے نرغہ سے نکالا اور اس دلیری سے مقابلہ کیا کہ آٹھ تلواریں آپ کے ہاتھ سے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں۔

فتح مکہ کے بعد جنگ حنین و جنگ طائف سر کی قبیلہ بنی جذیمہ کو سرکشی کی سزا دی اور عیسائیوں کا قلعہ دومۃ الجندل فتح کیا۔

فتنہ ارتداد فتح مکہ کے بعد جب عرب کے قبیلے جوق در جوق مسلمان ہونے لگے تو ان میں وہ منافق بھی تھے جو دین کی آڑ میں دنیا کمانا چاہتے تھے اور جب سنہ ۹ ہجری میں زکوٰۃ فرض ہوئی اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے مال کا چالیسواں حصہ ہر سال راہ خدا میں اپنے غریب بھائیوں کو دیدیا کریں تو یہی لوگ جو دولت دنیا کے لئے مسلمان ہوئے تھے بدلنے لگے۔ بعض چالاک فتنہ پردازوں نے صورت واقعہ سے فائدہ اٹھا کر نبوت کا ڈھونگ

جمایا اور اسلام کی اخلاقی پابندیاں اٹھا کر جو لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے ان کو اپنی جماعت میں ملانے لگے۔ ان جھوٹے نبیوں میں اسود عنسی، طلیحہ، خویلد، مسیلمہ کذاب اور ایک عورت سجاح بنت حارث نے بہت زور پکڑا۔ اس فتنہ نے یمن سے شروع ہو کر اتنی ترقی کی کہ مسلمانوں کو خطرہ محسوس ہونے لگا۔ رسول اللہ نے اپنے مبلغ ان لوگوں میں بھیجے لیکن یہ لوگ راہ راست پر آنے کے بجائے مسلمانوں کو قتل و غارت کرنے لگے آخر مسلمانوں نے مقابلہ کیا اور اسود عنسی کا رسول اللہ کے زمانہ ہی میں خاتمہ ہو گیا۔

آپ کے بعد منافقوں نے زیادہ شد و مد سے بغاوت کی حضرت ابوبکرؓ نے ان کی سرکوبی کے لئے الگ الگ لشکر مقرر کئے ان میں سے حضرت خالدؓ کو طلیحہ کے مقابلہ پر بھیجا اول وعظ و نصیحت سے کام لیا گیا بہت سے مرتد پھر اسلام لے آئے۔ طلیحہ نے باقی ماندہ جماعت کے ساتھ مقابلہ کیا لیکن آخر شکست کھا کر فرار ہوا اس مہم سے فارغ ہو کر حضرت خالدؓ مسیلمہ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے مسیلمہ کی قوت طلیحہ سے زیادہ تھی۔ سجاح بنت حارث نے مسیلمہ سے نکاح کر لیا تھا اس لئے سجاح کی جماعت بھی مسیلمہ کے ساتھ تھی لیکن سجاح فرار ہو گئی اور مسیلمہ سخت معرکہ کے بعد ایک حبشی کے ہاتھ سے مارا گیا اس کے بعد ارتداد کا فتنہ ختم ہو گیا اور عرب کے جتنے قبیلے بغاوت پر آمادہ تھے حضرت خالدؓ نے ان سب کو نو مہینہ کی قلیل مدت میں بزور شمشیر زیر کر لیا۔

فتوحاتِ ایران

اس کے بعد ملکی فتوحات کا دور شروع ہوا۔ رسول اللہ نے جن سلاطین اور امراء کے نام تبلیغی فرمان جاری فرمائے تھے ان میں خسرو پرویز

شہنشاہ عجم، ہرقل سلطان روم، مقوقس عزیز مصر اور نجاشی بادشاہ حبش بھی تھے۔ شاہ ایران نے فرمان رسالت پڑھ کر چاک کر ڈالا اور غضبناک ہو کر باذان حاکم یمن کو حکم دیا کہ اس گستاخ عرب کو گرفتار کر کے حاضر کرے جب باذان کے آدمی رسول اللہؐ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے بادشاہ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا جاؤ اور باذان کو کہدو کہ میرا دین اور میری حکومت عنقریب خسرو کے ملک میں پہنچے گی اور دنیا کے کناروں پر جا کر ٹھہرے گی اور جس طرح خسرو نے میرے خط کے ٹکڑے کئے ہیں اسی طرح اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے چند روز کے بعد خسرو کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی اور ایران میں بدنظمی اور خانہ جنگی پھیل گئی باوجود اس انقلاب کے ایرانیوں کے دل سے مسلمانوں کی عداوت نہ گئی تھی، بحرین میں جو مسلمان تھے ان کو لوٹ لیا تھا، قبیلہ ربیعہ کے جو لوگ عیسائی سے مسلمان ہو کر عراق میں آباد ہوئے تھے ان پر ان کی نگاہیں جمی ہوئی تھیں۔ اس قبیلہ کے سردار مثنیٰ سیبانی نے حضرت ابوبکرؓ سے مدد طلب کی چنانچہ حضرت خالدؓ دس ہزار فوج کے ساتھ ان کی مدد کے لئے بھیجے گئے۔

حضرت خالدؓ نے شاہان ایران کو تبلیغی خط لکھے جن سے برافروختہ ہو کر مغرور عجمیوں نے اعلان جنگ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت خالدؓ نے عراق کے بڑے بڑے مقامات فتح کر کے اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالدی۔ کاظمہ کی زبردست لڑائی میں ہرمز حاکم عراق حضرت خالدؓ کے ہاتھ سے قتل ہوا پھر

حفیر کی لڑائی ہوئی اس کے بعد مذار ولجہ الیس یوم المقر حیرہ عین التمر دومۃ الجندل انبا حصید مصیح ثنی زمیل فراض وغیرہ وغیرہ مقامات کے معرکے پیش آئے اور حضرت خالدؓ نے عراق کے تمام سرحدی مقامات فتح کرکے حیرہ پر علم فتح نصب کیا۔ بڑے بڑے مجوسی سردار جزیہ دینے لگے یہاں تک کہ ۱۲ھ ہجری میں عراق اسلامی سلطنت کا جز ہو گیا۔

فتوحات شام اسی طرح ہرقل شاہ روم کے پاس نامہ رسالت پہنچا تو وہ اسلام کی صداقت کا قائل ہو گیا لیکن رہبانوں نے ڈرا دھمکا کر اس کو قبول اسلام سے روکا اور قاصد اسلام دحیہ کلبیؓ کو واپس آتے وقت قتل کرا دیا اور ان کا اسباب لوٹ لیا یہی برتاؤ عمر بن شرحبیل نے دوسرے اسلامی قاصد حارث بن عمیر کے ساتھ کیا جو شام میں حاکم بصرےٰ کے پاس نامہ رسالت لیجا رہے تھے۔ ان واقعات کے علاوہ عام طور پر مسلمان تاجروں کو لوٹنا شروع کیا اور مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کیں۔ رسول اللہ نے ان کے مقابلہ پر ایک مہم روانہ کی جس میں حضرت خالدؓ بھی تھے۔ اس واقعہ کے بعد جو جنگ موتہ کے نام سے مشہور ہے مسلمانوں اور عیسائیوں میں ایک مستقل جنگ چھڑ گئی اور جس وقت فراض پر مسلمان ایرانیوں سے لڑ رہے تھے اس وقت رومیوں نے ایرانیوں سے ملکر مسلمانوں کا مقابلہ کیا لیکن مسلمانوں کے حملہ کی تاب نہ لاکر فرار ہوئے۔ یہ اسباب تھے جن کی وجہ سے مسلمانوں کو شام پر لشکر کشی کرنی پڑی اور حضرت ابوبکرؓ نے ۱۳ھ ہجری میں شام کی طرف چار فوجیں

روانہ کیں جنکی کمان حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح، شرجیل بن حسنہ، یزید بن ابوسفیان اور عمرو بن عاص کے سپرد تھی۔

ان چاروں فوجوں کی تعداد ۲۴۰۰۰ کے قریب تھی لیکن ہرقل نے ان کے مقابلہ کے لئے جو الگ الگ لشکر بھیجے تھے ان کی تعداد نوے نوے اور ساٹھ ساٹھ ہزار سے کم نہ تھی اور کم و بیش اس تین لاکھ کے ٹڈی دل کے علاوہ ان کو ہر وقت تازہ کمک پہنچتی رہتی تھی اس لئے دربار خلافت سے خالدؓ کو بھی مہم شام پر جانے کا حکم ملا۔

حضرت خالدؓ نے عراق سے شام کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں بصرے، دیر غوطہ، وغیرہ کئی مقامات پر لڑائیاں لڑکر فتح حاصل کی پھر حضرت ابو عبیدہؓ سے مل کر اجنادین پر حملہ کیا اور سخت معرکہ کے بعد جس میں تین ہزار مسلمان شہید ہوئے فتح حاصل کی پھر دمشق کا معرکہ سر کیا اور اس کے بعد مرج الدیباج، فحل، مرج الروم، حمص، یرموک، لاذقیہ، قنسرین، حلب، انطاکیہ وغیرہ وغیرہ مقامات پر فتوحات حاصل کیں پھر اسلامی لشکر فلسطین کی طرف بڑھا۔ حضرت عمرو بن عاص نے فلسطین کے بعض مقامات پہلے ہی فتح کر لئے تھے اب بیت المقدس کا محاصرہ کیا گیا۔ عیسائیوں نے ہمت ہار کر اس شرط پر صلح کی درخواست کی کہ حضرت عمرؓ جو حضرت ابوبکرؓ کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے ہیں خود تشریف لاکر امن و عافیت کا اطمینان دلائیں چنانچہ امیر المومنین نے بہ نفس نفیس وہاں پہنچ کر معاہدہ کی تکمیل کی اور حضرت خالدؓ کی گواہی عہدنامہ پر ثبت کی گئی۔

معزولی | خالدؓ جتنے شجاع تھے اتنے ہی فیاض بھی تھے لیکن ان کی سخاوت کا اثر بیت المال پر پڑتا تھا اس لئے

حضرت عمرؓ نے تاکید کی کہ اپنے اخراجات کا حساب پیش کیا کریں۔ خالدؓ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں حساب نہ دیا کرتے تھے اس لئے اب بھی حساب دینا نہ چاہتے تھے اس وجہ سے حضرت عمرؓ نے ان کو سپہ سالاری سے معزول کر کے ۱۳ ہجری میں ابو عبیدہؓ کے ماتحت کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد ۱۷ ہجری میں حضرت خالدؓ نے کسی شاعر کو دس ہزار روپیہ انعام دیئے دربار خلافت سے باز پرس ہوئی کہ اگر یہ انعام بیت المال سے دیا تو خیانت کی اور اگر اپنے پاس سے دیا تو اسراف کیا بہر حال حضرت خالدؓ کو بالکل معزول کر دیا گیا۔ اس ظاہری سبب کی تہ میں ان کی معزولی کا یہ راز بھی تھا کہ عام طور پر لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اسلامی فتوحات خالدؓ ہی پر منحصر ہیں اس لئے حضرت عمرؓ نے خالد کو معزول کر کے یہ خیال دور کر دیا اور ایک گشتی مراسلہ جاری کیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے خالدؓ کو ناراضی یا خیانت کی بنا پر معزول نہیں کیا لیکن میں دیکھتا تھا کہ لوگ ان کے مفتوں ہوتے جاتے ہیں اسلئے ان کا معزول کرنا مناسب سمجھا تاکہ لوگ سمجھیں کہ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے۔

اس معزولی کی وجہ سے حضرت عمرؓ اور خالدؓ کے درمیان کسی قسم کی رنجش نہ ہوئی یہانتک کہ جو قاصد معزولی کا حکم لایا تھا اس نے اظہار معزولی کے طور پر مجمع عام میں خالدؓ کے سر سے عمامہ اتار کر اسی سے انکی گردن باندھ دی لیکن حضرت خالدؓ کی زبان سے ایک حرف خلیفہ کے خلاف نہ نکلا اور جس جلیل القدر سپہ سالار کی ہیبت سے شام اور عجم کی سلطنتیں کانپتی تھیں اس نے اپنے اسلامی اخلاص و انکسار سے دنیا کو محو حیرت کر دیا۔

آپ کا سال پیدائش تحقیق نہیں ہوا غالباً [illegible]ء ہے آپ نے ۶۴۲ء مطابق ۲۱ ہجری میں بمقام حمص رحلت فرمائی

اس سلسلہ میں اس دور کی مفصل تاریخ یا خود حضرت خالد ہی کے ذاتی حالات، اخلاق و عادت وغیرہ کی تفصیل کی گنجائش نہ تھی۔ موضوع اس تمہید کا اور اصل مکالمہ کا صرف اتنا ہے کہ اس زمانہ میں جو واقعات پیش آئے انکے اسباب و نتائج کیا تھے چنانچہ حضرت خالد کی زندگی کے بعض خاص خاص واقعات بطور تمثیل بیان کئے گئے ہیں اور بس۔

افرادِ واقعہ

مسلمان

خالدؓ	فاتح شام و عجم ہیرو
مثنیٰ	مجوسیوں کے ستائے ہوئے ایک نومسلم
عمرو بن عاص	لشکر اسلام کے ایک حصہ کے سپہ سالار (بعد میں فاتح مصر)
جابر، سعید	دو مسلمان لڑکے
مغیرہؓ	قاصد اہل اسلام

مرتد

مسیلمہ	مرتد مدعی نبوت (دشمن اسلام)
نہار	مسیلمہ کا مددگار "
محکم	" "
سجاح	مدعیہ نبوت مسیلمہ کی مددگار (بعد میں مسلمان ہوگئی تھی)

مجوس

یزدگرد	شہنشاہ ایران (دشمن اسلام)
رستم	ایرانی افسر "
ہرمز	حاکم عراق " "

مجوس

نرسی — ایرانی افسر (دشمن اسلام

جاپان — 〃 〃

دستور — مجوسیوں کا مذہبی پیشوا 〃

عیسائی

ہرقل — قیصر روم (دشمن اسلام)

پاپا — عیسائیوں کا مذہبی پیشوا 〃

تذارق — قیصر کا بھائی 〃

جارج — ایک نیکدل عیسائی

راحلہ — ایک نن

زوائد

ایک مسلمان مظلوم یزدگرد کے سامنے، ایک نومسلم ایرانی، ایک مسلمان مسافر، نقیب شاہ ایران، نقیب شاہ روم، مسیلمہ کا قاصد، ایک مسلمان عورت جنگ یمامہ میں، چند مسلمان عورتیں جنگ یرموک میں، چند عیسائی قیصر کے ساتھ، چند مجوسی مرد عورتیں آتشکدہ میں، اسلامی فوج، مسیلمہ کی فوج، ایرانی فوج، عیسائی فوج۔

رامشگر ایرانی دربار میں، رامشگر رومی دربار میں۔

ایکٹ اول   سین ۱   چراگاہ مدینہ

اونٹ چراتے ہوئے جابر اور سعید چرواہوں کے بچوں کی مناجات

مناجات

اے بے کس بے بس کے حامی   یارب یا منان

ہے تو ہی منان الٰہی

ہے تو ہی منان

ڈوبی ناؤ ترانے والے   بیڑا پار لگانے والے

اے ایمان بچانے والے   کر اتنا احسان

کر اتنا احسان الٰہی

کر اتنا احسان

تازہ ہو جوش ایمانی   غالب ہو دین رحمانی

مٹ جائے شر شیطانی   غارت ہو شیطان

غارت ہو شیطان الٰہی

غارت ہو شیطان

نفس امارہ طغیانی سب بے چارہ عقل انسانی
کھیوا غافل ناؤ پرانی دریا میں طوفان
دریا میں طوفان الٰہی
دریا میں طوفان

ہم تیرے مقبول رہے ہیں لیکن تجھ کو بھول رہے ہیں
دنیا میں مشغول رہے ہیں کرتے ہیں نقصان
اپنا ہی نقصان الٰہی
اپنا ہی نقصان

پھر تو ہی کر راہ نمائی پھر تو ہی کر عقدہ کشائی
دیتا ہوں احمد کی دہائی پھر کر یہ احسان
پھر کر یہ احسان الٰہی
پھر کر یہ احسان

پھر فتح اسلام دکھا دے پھر نقش ایمان جما دے
پھر رحمت کا مینہ برسا دے یارب یا منان

ہے تو ہی منان الٰہی

ہے تو ہی منان

جابر افسوس! شمع جو روشن ہوئی رستہ بتانے کیلئے

آندھیاں آنے لگیں اس کے بجھانے کیلئے

سعید پروا نہیں یہ وہ شمع ہے کہ جو اس کے بجھانے کے لئے پھونک مارے گا اس کا منہ جھلس جائے گا لیکن شمع کی روشنی میں فرق نہ آئے گا۔

جابر خدا کرے ایسا ہی ہو لیکن سہ زمانہ کی ہوا بدلی ہوئی ہے

مقدر کی فضا بدلی ہوئی ہے

عرب کے اکثر قبیلوں نے اسلام چھوڑ کر مسلمانوں کی بربادی پر کمر باندھ لی ہے، یہودی، مجوسی اور عیسائی ان کے مددگار ہیں، منزلوں تک دشمنوں کی فوجیں پڑی ہوئی ہیں اور رہ رہ کر مدینہ پر دھاوا کرتی ہیں جب موقعہ ملتا ہے مسلمانوں کو پکڑ کر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیتے ہیں، کسی کو زندہ جلا دیتے ہیں کسی کو قتل کر ڈالتے ہیں دشمنوں کے پاس ملک ہے مال ہے لشکر ہے جنگی اسباب ہیں مسلمانوں کے پاس کیا ہے صرف خدا ہے۔

سعید خدا کافی ہے اور وہ سب سے بڑا مددگار ہے کیا تم کو خدا پر بھروسہ نہیں ؟

جابر (بگڑ کر) یہ تم کیا کہتے ہو ؟ کیا خدا پر بھروسہ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ تمہارے گھر میں آگ لگ جائے اور تم بجھانے کے بجائے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہو ؟ تمہاری امید کی کھیتی حوادث کی لو سے جلی جاتی ہو اور تم اس کو تدبیر کے پانی سے سیراب نہ کرو ؟ کیا اپنی بقا کے لئے تمہارا یہ کہنا کافی ہے کہ ہم خدا پر بھروسہ کرتے ہیں ؟ اگر ایسا ہے تو آؤ گھر چل کر آرام کریں اور اونٹوں اور بکریوں کو خدا پر چھوڑ دیں ان کا خدا حافظ ہے کیا تم کو خدا پر بھروسہ نہیں ؟

سعید جابر ! جابر ! میرا یہ مطلب نہ تھا۔ میں جانتا ہوں خدا ان کی مدد کرتا ہے جو خود اپنی مدد کرتے ہیں، چنانچہ حضرت صدیقؓ رات دن اسی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

جابر تو کیا ہم کو بے فکر ہو جانا چاہیئے ؟ ! اس وقت اسلامی لشکر کو رضا کاروں کی ضرورت ہے، مردان کار کی ضرورت ہے، قوت عمل کی ضرورت ہے کیا اس وقت ہمارا یہ فرض نہیں کہ جس طرح خدا ہمارا مددگار ہے ہم بھی خدا کے دین کی حمایت میں اپنی جان لڑا دیں اور جو لوگ

ہماری بیخ کنی پر آمادہ ہیں ہم ان کی بنیاد ہلا دیں۔

سعید۔ بے شک تمہارا خیال مبارک ہے ہم کو اس وقت چل کر خلیفہ کے ہاتھ پر جہاد کیلئے بیعت کر لینا چاہئے۔

جابر۔ میرا یہی مقصد ہے۔ (دونوں جاتے ہیں)

حضرت خالدؓ آتے ہیں

خالد۔ آفریں! قوم کے ہونہار بچو آفریں! یقین ہے اللہ تمہارے اخلاص اور ایثار کی قدر کرے گا اور اس کی بدولت ریگستان عرب کے ذرے ممالک عجم کے آسمان پر ستارے بن کر چمکیں گے۔

جاتے ہیں

ایکٹ اول سین ۲ عراق میں جشن نوروز

کرسیوں پر ہرمز، رستم، نرسی اور جابان بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک ساقیہ ہاتھ میں صراحی اور جام لئے ہوئے سب کو باری باری سے شراب پلاتی ہے۔

رامشگروں کا گانا

دل میں ان کا خیال آنے سے　　لب پہ آنے لگے ترانے سے

دل میں کیا کیا امید ہوتی ہے　　آپ کے صرف مسکرانے سے

رستم۔ آپ نے سنا مسلمانوں کا نبی چل بسا اور عربوں میں پھر پھوٹ پڑ گئی۔

ہرمز۔ پھوٹ پڑنی ہی تھی۔ عربوں کی صدیوں کی عادت لوٹ مار لڑائی جھگڑے کی کس طرح بدل سکتی ہے۔ مسلمانوں کے نبی نے عربوں کو امن و عافیت کی تعلیم تو دی لیکن یہ نہ سوچا کہ یہ لوگ صلح سے رہیں گے تو کھائیں گے کیا؟

سب قہقہہ لگا کر ہنستے ہیں

ہرمز۔ دوسری غلطی یہ کی کہ ایک طرف تو لوٹ مار کرنا بالکل بند کر دیا اور کہدیا کہ جب تک تم پر کوئی حملہ نہ کرے کسی سے نہ لڑو اور دوسری طرف یہ حکم دیدیا کہ جو مال تمہارے پاس ہے اس میں سے غریبوں کو زکوٰۃ دو، صدقہ دو، فطرہ دو، خیرات کرو، یہ کرو، وہ کرو........

رستم۔ (قہقہہ لگا کر) بے وقوف۔

نرسی۔ اسی وجہ سے تو جو لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے بدل گئے وہ بھی کہتے ہیں کہ ہم سے نماز پڑھوا لو مگر زکوٰۃ معاف کر دو لیکن مسلمانوں

نے ایک بوڑھے قریش کو اپنا سردار بنا لیا ہے جس کا نام ابوبکر صدیقؓ
ہے وہ اس بات پر اڑا ہوا ہے کہ شریعت کا حکم ذرا نہیں بدل سکتا زکوٰۃ
دینا فرض ہے دینا ہی ہوگا یہ جھگڑا ایسا پیدا ہوا ہے کہ مسلم اور غیر مسلم
تمام عربوں کو غارت کر کے رہے گا۔

رستم۔ جب میں عربوں کی تباہی کا خیال کرتا ہوں تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے

ہرمز۔ واقعی یہ لوگ ہمدردی کے قابل نہیں۔ ایران کو بھی ان کے اثر کا اندیشہ
تھا خاص کر جب قبیلہ کے قبیلہ مسلمان ہونے لگے اور ایران کی حدود
میں بھی مسلمانوں نے تبلیغ شروع کی بلکہ بہت سے ایرانیوں کو مسلمان بنا لیا بھی۔

نرسی۔ عراق میں چند ایزد پرست مسلمان ہو گئے تھے لیکن میں نے ان کو
وہ سزا دی کہ اب کوئی مسلمان ہونے کا خیال نہ کرے گا۔

جاپان (داخل ہو کر) باوجود اس کے ایران ابھی مسلمانوں سے خالی نہیں ہوا۔

ہرمز۔ جاپان! جشن نوروز میں شریک ہونے سے تم کو اب تک کس چیز نے روکا؟

جاپان۔ میں آپ کے لئے نوروز کا تحفہ تلاش کرنے میں مصروف تھا۔ آپ نے
سنا ہوگا کہ مثنیٰ شیبانی جو ایک عیسائی تھا وہ مسلمان ہو گیا ہے۔۔
عراق کی سرحد پر ڈاکہ مار کر چلا جاتا ہے۔

ہرمز۔ کیا اس کا ابھی تک خاتمہ نہیں ہوا؟

جاپان۔ نہیں بلکہ اس نے عراق میں بہت سے ایزد پرستوں کو مسلمان بنا لیا اور ان کا زور بڑھتا جا رہا ہے ان لوگوں کو سخت سے سخت سزائیں دیجاتی ہیں تکلیف دے دیکر قتل کیا جاتا ہے، دین ایزدی کی توہین کرنے کا بدلہ آگ میں جلا کر لیا جاتا ہے مگر یہ لوگ باز نہیں آتے۔

ہرمز۔ شاید اب تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم جو تحفہ ہمارے لئے لائے تھے وہ یہ لوگ لوٹ لے گئے اس لئے تم کو یہاں آنے میں دیر ہوئی؟

جاپان۔ نہیں بلکہ میں ان کو لوٹ کر آیا ہوں اور دو مسلمان قیدی آپ کے لئے تحفتہً میں لایا ہوں۔

ہرمز۔ شاباش۔ جاپان!

اہل دربار۔ زندہ باد!!

جاپان اشارہ کرتا ہے سپاہی دو مسلمان قیدیوں کو لاتے ہیں

ہرمز۔ جاپان یہ تو عرب نہیں عجمی ہیں۔

جاپان۔ جی ہاں یہ نو مسلم ہیں۔

ہرمز۔ (غصہ سے) ایرانی ہو کر مسلمان! دو خداؤں کو چھوڑ کر ایک خدا پر ایمان

شیطانو! کیا تم کو معلوم نہیں ہمارے دربار میں مسلمانوں کے لئے کیا سزا مقرر ہے؟ (سپاہیوں سے) ان کو بازار میں ہو کر مارتے ہوئے جاؤ اور ان کی کھال کھینچ کر اور اس میں بھس بھر کر شہر کے دروازہ پر لٹکا دو تاکہ آئندہ کوئی اسلام کا خیال نہ کرے۔

سپاہی دونوں مسلمانوں کو ہنٹر سے مارتے ہوئے لیجاتے ہیں۔ اہل دربار قہقہہ لگاتے ہیں۔

مسلمان۔ آہ! آہ!!

رامشگروں کا گانا۔ جشن نوروز مبارک شاہا   فال فیروز مبارک شاہا
جشن نوروز یونہی ہو ہر سال   دوست خوشحال ہوں دشمن پامال
جشن نوروز مبارک شاہا

ایکٹ ۱   سین ۳   یمامہ مسیلمہ کی چھاؤنی

مسیلمہ کذاب اکڑتا ہوا آتا ہے

مسیلمہ۔ خاک میں ملا دوں گا، خاک میں ملا دوں گا، اور صفحۂ ہستی سے ان کا نام و نشان مٹا دوں گا۔

مسلمانوں کی جمعیت کو پاؤں سے کچل دونگا
میں انکی قوم کو چن چن کے چٹکی میں مسل دونگا
نہ چھوڑونگا مگر ایک حشر برپا کرکے چھوڑونگا
میں ان کے دین کو دنیا میں رسوا کرکے چھوڑونگا

ہاشمی نبی کے وہ جاں نثار جو مجھ سے لڑنے کے لئے تیار ہیں اپنی جان سے بیزار ہیں، ابو بکرؓ نے عکرمہ کو ایک بڑا لشکر لیکر بھیجا تھا لیکن وہ مر پٹ کے فرار ہوا۔ دوسرا لشکر شرجیل بن حسنہ لیکر آیا لیکن اس نے بھی منہ کی کھائی اب مسلمانوں کی رہی سہی ہمت بھی ٹوٹ چکی ہے، اب یا تو یہ سب میری اطاعت قبول کرلیں گے یا موت کے گھاٹ اتار دئے جائیں گے۔ میں ان کو اس سرکشی کا مزا چکھا دوں گا اور جو سر میرے سامنے نہ جھکے گا وہ سر اڑا دوں گا۔

مٹا دوں گا، مٹا دوں گا، مٹا دوں گا نشان ان کا
مدد کو کیوں نہیں آتا خدائے دو جہاں ان کا؟

نہارہ (داخل ہوکر)

کہاں ہے اب خدا ان کا جا سے سامنے آئے

نبوت چھین لی ہم نے خدائی بھی نہ چھن جائے

مسیلمہ۔ آؤ آؤ ناموؔر نہار آؤ ؎

تم محمدؐ سے پھرے تو ساری امت پھر گئی
جو محمدؐ سے نہ بدلا اس کی قسمت پھر گئی

ناموؔر نہار میں تمہارا شکر گذار ہوں میری ترقی کا راز تم ہو اگر تم شہادت نہ دیتے کہ رسول اللہ نے مسیلمہ کو شریک نبوت کر لیا ہے تو میری کوئی نہ سنتا اب میدان ہمارے ہاتھ ہے نبوت کی بنیاد جم چکی اب عنقریب تمام عرب کی حکومت ہماری ہے۔

نہار۔ صرف عرب کی نہیں تمام دنیا کی حکومت! جس عالمگیر حکومت کا خواب مسلمان دیکھ رہے تھے وہ ہمارے لئے ہے۔

محکم۔ (داخل ہو کر) بے شک ہمارے لئے ہے کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں

مسیلمہ۔ اور آپ میرے مددگار ہیں! محکم تم واقعی محکم ہو۔ مجھے تم سے بڑی امیدیں ہیں جاؤ تم لشکر کی دیکھ بھال کرو میں بھی آتا ہوں۔ (نہار اور محکم جاتے ہیں)

مسیلمہ۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن افسوس سجاح میری نہ ہوئی۔ آج آنے کا وعدہ تھا لیکن اب تک نہ آئی۔ سجاح! پیاری سجاح!! تم عورت ہو کر کس سخت دل ہو! (دوسری طرف دیکھ کر) آئی! آئی! نہیں، وہ

میں خود چلوں ؟ ہاں یہی مناسب ہے۔ جاؤں اور جس طرح ہو سکے اوس پری کو شیشہ میں آتاروں۔ کاش وہ میری ہو جائے تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ میری نبوت مکمل ہے، میں بھی نبی ہوں، میری بیوی بھی نبی ہے، ہاشمی نبی کو یہ بات نصیب نہ ہوئی۔ سجاح! سجاح!! پیاری سجاح!!!

مسیلمہ جاتا ہے

سجاح آتی ہے

سجاح۔ قسم ایمان کی یہی سرزمین یمامہ ہے۔ یہاں کی ہوا کتنی خوشگوار ہے۔ کیوں نہ ہو یہاں مسیلمہ نبی رہتا ہے۔ مسیلمہ میرا عاشق ہے۔ کیوں نہ ہو خدا نے مجھے حسن ہی ایسا دیا ہے۔ یوسف نبی کو بھی یہ حسن نہ ملا ہوگا حسن ہی میرا معجزہ ہے۔ جو مجھے دیکھتا ہے میرا عاشق ہو جاتا ہے۔ یمن میں میرے حسن کی دہوم ہے قبیلہ بنی تغلب نے عیسائی مذہب چھوڑ کر میری اطاعت قبول کی، ضرور یہ لوگ حسن پرست ہیں ورنہ آج کل مذہب کے ڈھکوسلوں میں کون پڑتا ہے۔ قسم ایمان کی میرا یہ کمال کیا کم ہے کہ نبی تک میرے عاشق ہیں۔ مسیلمہ نے مجھے پیغام محبت دیا ہے، اگر میں اس کی التجا قبول کر لوں تو پھر اس کی امت بھی گویا میری امت

نہارہ

ہو جائے گی اور پھر مجھے دولت دنیا جمع کرنے کا خوب موقع ملے گا۔ لیکن اول کافی بے پروائی ظاہر کرنی چاہیے تاکہ مسیلمہ کو خوب خوشامد کرنی پڑے اور آئندہ ہمیشہ غلام بنا رہے۔ لیکن... قسم ایمان کی مسیلمہ بدصورت ہے۔ ٹھگنا ٹھگنا قد، پیلا پیلا رنگ، لمبی طوطے کی سی ناک، (سامنے دیکھکر) کوئی آتا ہے۔ وہی نہ ہو۔ ہاں ہاں وہی، بالکل وہی۔ ذرا چھپ کر دیکھوں یہ کہاں جاتا ہے۔

چھپتی ہے مسیلمہ ایک کالا کمبل لیکر آتا ہے

مسیلمہ۔ اگر میری امت کو معلوم ہو کہ میں سجاح پر مرتا ہوں تو سب مجھ سے بدگمان ہو جائیں اس لئے چھپ کر جانا مناسب ہے۔

کمبل اوڑھتا ہے۔

سجاح۔ (ایک طرف) ضرور اس کو مجھ سے محبت ہے!

سامنے آتی ہے

مسیلمہ چونک کر کمبل سے نصف منہ چھپاتا ہے۔

سجاح۔ کیوں جی تم کون ہو؟

مسیلمہ۔ (ڈر کر) میں؟ میں؟ تم کون ہو؟

سجاح۔ پہلے تم بتاؤ!

مسیلمہ۔ (کانپتے ہوئے) پہلے میں تم نہیں؟

سجاح۔ (ڈانٹ کر) نہیں!

مسیلمہ۔ (منہ پھیر کر) برے پھنسے انہ جانے یہ کون ہے کہیں مجھے پہچان نہ لے۔

سجاح۔ جواب دو۔

مسیلمہ۔ میں عیسائی ہوں۔

سجاح۔ تمہارا نام کیا ہے؟

مسیلمہ۔ یوحنّا۔

سجاح۔ قبیلہ؟

مسیلمہ۔ بنی ثعلب۔

سجاح۔ قسم ایمان کی میری امت میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو مجھے نہ پہچانتا ہو۔

مسیلمہ۔ (چونک کر) تمہاری امت میں؟ آہ سجاح یہ تم ہو؟

کنبل ہٹاتا ہے۔

سجاح۔ ہاں میں سجاح ہوں لیکن میں نے تم کو ابھی تک نہیں پہچانا۔

مسیلمہ۔ کیا تم نے مسیلمہ کی شہرت نہیں سنی؟

سجاح۔ کیوں نہیں مسیلمہ جھوٹ اور جعل سازی کے لئے مشہور ہے۔ اسی لئے اس کا لقب مسیلمہ کذاب ہو گیا ہے۔

مسیلمہ۔ مجھے میرے دشمنوں نے کذاب مشہور کر دیا ہے۔

سجاح۔ تم ہی مسیلمہ ہو ابھی جو باتیں تم نے مجھ سے کیں وہ سچ تھیں؟ تم عیسائی ہو؟ تمہارا نام یوحنا ہے؟ تم قبیلہ بنی تغلب سے تعلق رکھتے ہو؟

مسیلمہ۔ (ہنس کر) یہ تو مذاق تھا تاکہ معلوم ہو کہ تم مجھے پہچانتی ہو یا نہیں۔

سجاح۔ قسم ایمان کی میں نے پہچان لیا کہ تمہاری پہچان جھوٹ ہے۔ تم واقعی کذاب ہو

مسیلمہ۔ (منہ پھیر کر) برا ہوا (روبرو) سنو! قبیلہ بنی تغلب کے عیسائی تمہارے امتی ہیں اور میں بھی تمہاری غلامی میں آنا چاہتا ہوں اس لئے میں نے یہ بات بنائی تھی۔

سجاح۔ یہی نبوت کی شان ہے!؟ تم اچھے نبی ہو۔ پہلے کہتے تھے مذاق کیا تھا اب کہتے ہو غلامی کرنا چاہتا ہوں تمہاری کس بات کا اعتبار آئے۔

مسیلمہ۔ پیاری سجاح میں تمہاری محبت میں دیوانہ ہو گیا ہوں مجھ پر رحم کرو رحم! پیاری سجاح رحم!

قدموں میں سر رکھتا ہے

سجاح۔ رحم؟ کیوں؟ کیا مسلمانوں نے تم پر ظلم کیا؟

مسیلمہ۔ نہیں مسلمان میرے سامنے سر نہیں اٹھا سکتے۔

سجاح۔ تو کیا تمہارے امتی بدل گئے؟

مسیلمہ۔ نہیں سب میرے ساتھ ہیں۔

سجاح۔ تو کیا فوج کے لئے رسد نہیں رہی؟

مسیلمہ۔ نہیں نہیں کسی بات کی کمی نہیں لیکن کمی صرف تمہاری ہے میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اگر تم میری ہو جاؤ تو میری دولت، میری امت، میرا لشکر، میری جان، میرا ایمان، سب تمہارا ہے۔

سجاح۔ اگر ایسا ہے تو میں تمہاری ہوں۔

سجاح مسکراتی ہے

مسیلمہ۔ (خوش ہو کر) اور میں تمہارا ہوں۔

دونوں گلے ملتے ہیں، نہار اور محکم آتے ہیں، مسیلمہ اور سجاح کو بغل گیر دیکھ کر ایک دوسرے کی طرف تعجب سے دیکھتے ہیں، مسیلمہ ان دونوں کو دیکھ کر گھبراتا ہے اور سجاح سے الگ ہوتا ہے۔

مسیلمہ۔ (نہار اور محکم سے) میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں کہ سجاح سے میرا نکاح ہو گیا۔

نہار۔ مبارک ہو لیکن نکاح کی کیا ضرورت تھی یہ قید تو اسلام میں ہے، آپ پر تو وحی آچکی ہے کہ مرد عورت کا آزادی سے ملنا حلال ہے۔

مسیلمہ۔ ہاں میں نے اسی وحی پر عمل کیا ہے اور ابھی ابھی ایک وحی آئی ہے کہ سجاح کے مہر میں صبح اور رات کی نماز معاف کر دو کیونکہ یہ آرام کے وقت ہیں۔

محکم۔ مبارک ہو۔

مسیلمہ۔ یہ خبر سب امت کو پہنچا دو کہ سجاح کی برکت سے ان پر خدا نے یہ کرم کیا ہے۔

سجاح۔ اور یہ بھی کہدو کہ ؎

مسلمانوں کا اب ہم مل کے استیصال کر دیں گے
انھیں غارت کریں گے تم کو مالا مال کر دیں گے

مسیلمہ ؎

بدل ڈالیں گے اپنے دین سے ان کی شریعت کو
پلٹ دیں گے ہم اپنے زور سے قانون قدرت کو

محکم۔ بے شک۔

نہار۔ بے شک۔

سجاح۔ کیوں جی کیا تم بھی ہاشمی نبی کی امت میں شامل ہو گئے تھے؟

مسیلمہ۔ اس میں ایک مصلحت تھی۔ جب قبیلے کے قبیلے مدینہ جا جاکر مسلمان

ہونے لگے تو یمن سے قبیلے بنو حنیفہ کے ساتھ میں بھی پہنچا کیونکہ میں جانتا تھا کہ دین کی آڑ میں دنیا کمانا بہت آسان ہے۔ واپس آکر میں نے نبوت کا اعلان کر دیا اور یہاں کے مسلمانوں کو کہدیا کہ ہاشمی نبی نے مجھے نبوت میں شریک کر لیا ہے۔

سجاح۔ اور ان لوگوں نے یقین کر لیا؟

مسیلمہ۔ پہلے تو مجھے جھوٹا سمجھا لیکن پھر نہار کی گواہی سے مان گئے۔ میں نے ہاشمی نبی کو ایک خط بھی لکھا تھا کہ آؤ نبوت تقسیم کر لیں آدھی زمین تمہاری آدھی ہماری لیکن اس نے نہ مانا اور صاف کہدیا کہ زمین سب خدا کی ہے وہ جسے چاہے دے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب سب زمین ہمارے قبضہ میں آیا چاہتی ہے۔

سجاح۔ تم نے اسلام کے مقابلہ میں اپنی امت کو شریعت کیا دی؟

مسیلمہ۔ یہی کہ اسلام میں پابندیاں ہیں سب اٹھا دو۔ میں نے شراب حلال کی جو اسلام میں حرام ہے۔ میں نے زنا مباح کیا جس پہ اسلام میں سخت سزا ہے۔ میں نے زکوٰۃ معاف کر دی جس کی اسلام میں سخت تاکید ہے ان باتوں نے لوگوں کو میرا کر دیا۔ اور یہ تو کہو تم نے اپنی امت کو کون سی

باتیں سکھائیں۔

سجاح۔ قسم ایمان کی میں نے بھی ان کو مکمل آزادی دی ہے، میں چاہتی ہوں کہ میری امت عیش و عشرت کرے۔ میں خود بھی عیش چاہتی ہوں، مال چاہتی ہوں، ملک چاہتی ہوں، ہاشمی نبی کو نبوت سے فقیری ملی اور میں نبوت سے امیری کرتی ہوں ہاں اپنی کوئی وحی تو سناؤ۔

مسیلمہ۔ سنئے ابھی وحی کے ڈھیر لگا دوں۔ ایک آیت یہ ہے۔ اے مینڈک تو پاک ہے، پاک ہے، نہ پانی پینے والوں کو روکتا ہے نہ پانی کو گدلا کرتا ہے، آدھا ملک ہمارا ہے اور آدھا قریش کا لیکن قریش ظالم قوم ہیں۔

سجاح۔ بہت خوب اور کچھ فرمائیے۔

مسیلمہ۔ ایک آیت یہ ہے (گا کر) والنسا، ذات الفروج یعنی قسم ہے ان عورتوں کی جن کے فرج ہوتی ہے۔

سجاح مسکراتی ہے، نہار اور محکم قہقہہ لگاتے ہیں۔

مسیلمہ۔ پیاری سجاح تم سفر سے تھکی ہوئی ہو آؤ خیمہ میں چل کر آرام کریں، میں نے تمہارے لئے خیمہ آراستہ کیا ہے، نرم نرم گدے تکیہ اور مست کر دینے والے عطر اور لخلخہ سب سامان عشرت فراہم ہیں۔

مسیلمہ اور سجاح ہاتھ میں ہاتھ لیکر ہنستے ہوئے جاتے ہیں
محکم اور نہار ان کے پیچھے جاتے ہیں۔

ایکٹ ۱ سین ۴ حمص کا راستہ

جابر اور سعید کنبلوں کی گٹھریاں لیکر آتے ہیں اور بوجھ
اتار کر ادھر ادھر دیکھتے ہیں۔

سعید۔ یہی سرزمین شام کا وہ علاقہ ہے جہاں مسلمانوں کو عیسائی ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے اور جو عیسائی نہیں ہوتا اس کو بے دریغ قتل کردیا جاتا ہے؟

جابر۔ ہاں یہ وہی جگہ ہے جہاں مسیحی تعلیم کی کھلی بے حرمتی کیجاتی ہے اور مسلمانوں کے پیغام صلح کو حقارت سے ٹھکرایا جاتا ہے۔ لیکن اسامہ کی مہم سے عیسائیوں کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ مسلمانوں کو ستانا بھوکے شیروں کو چھیڑنا ہے۔

جابر۔ (سامنے آکر) اور موتہ کی لڑائی سے مسلمانوں کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ شامی عیسائیوں کا سامنا موت کا سامنا ہے۔

جابر۔ مسلمان موت سے نہیں ڈرتے۔

جابر۔ تو مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھتا ہے۔

سعید۔ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے۔

جارج۔ مگر میں چاہتا ہوں۔

جابر۔ تمہارا ارادہ اپنے سلطان اور سلطنت کی تباہی کا سبب ہوگا اور ہمارا جھگڑا ایک بڑی لڑائی کا پیش خیمہ بن جائے گا۔

سعید۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ حدود شام میں مسلمانوں کے بے گناہ قتل ہی کی وجہ سے موتہ اور تبوک کی لڑائیاں ہوئیں۔

جارج۔ ان لڑائیوں کا انجام کیا ہوا؟ جہاں مسلمانوں نے سر اٹھایا کچل دیئے گئے

جابر۔ لیکن جب حضرت اسامہؓ مظلوم مسلمانوں کا بدلہ لینے کے لئے آئے تو عیسائی فرار کیوں ہوگئے۔

جارج۔ بے ادب لڑکے! عیسائی فرار نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ تمام سلطنت روم میں مسلمانوں کے فتنہ کا ڈھنڈورا پیٹنے کے لئے گئے تھے تاکہ سب مل کر اس بلا کو دور کریں۔

سعید۔ (ہنس کر) ہاں تو وہ فرار نہیں ہوئے تھے مدد لینے گئے تھے؟

جابر۔ کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ مسلمانوں کا فتنہ کیا ہے؟

جارج۔ ان کا مذہب سراسر فتنہ ہے
سعید۔ اگر یہ فتنہ ہوتا تو مقوقس جیسے عزیز مصر، نجاشی جیسے بادشاہ حبش اور دوسرے امراء اس کے سامنے سر نہ جھکاتے اور ہزاروں یہودی، عیسائی، مجوسی، مسلمان نہ ہوتے۔ خود تمہارے قیصر کے پاس جب نامۂ رسالت پہنچا اور اس نے ہمارے پیارے نبی کی پیاری باتیں سنیں تو سر دربار اسلامی احکام کی تعریف کی جس کی تردید تمہارے پادری کچھ نہ کر سکے، کیا تو کیا کہ اسلامی قاصد کو قتل کرا دیا اور عام طور پر مسلمان تاجروں کو لوٹنا مارنا شروع کر دیا۔ کیا یہ حق تھا؟ تمہیں انصاف سے کہو فتنہ کس نے پیدا کیا، ہم نے یا تمہارے پادریوں نے؟
جارج۔ فتنہ کی جڑ فتنہ سے کاٹنا ہمیشہ حق ہے اگر ہمارے مذہبی بزرگ ایسا نہ کرتے تو قیصر واقعی مسلمان ہو جاتا لیکن سلطنت چھن جانے کا خوف دلا کر اس کو روکا گیا اور مسلمانوں کے فتنہ کی جڑ کاٹی گئی۔
سعید۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ اگر قیصر مسلمان ہو جاتا تو تمہارے مذہبی پیشواؤں کے اقتدار میں فرق آجاتا کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد سب برابر ہو جاتے اور تمہارے رہبان مذہب کے پردے میں حکومت نہ کر سکتے۔

جارج۔ (تعجب سے) مذہب کے پردے میں حکومت!

سعید۔ جی ہاں حکومت اور مذہب کے پردہ میں ہر قسم کا عیش و عشرت۔ کیا تمہارے
مذہبی پیشوا مذہب کے مقدس نام سے خانقاہوں میں گلچھرے نہیں اڑاتے؟

جارج۔ تم یہ کس طرح کہہ سکتے ہو؟

سعید۔ کیا تم اس کا انکار کر سکتے ہو؟ تمہارے ملک میں کثرت سے شراب پی جاتی ہے،
عورتوں کی تجارت ہوتی ہے، سر بازار عورتیں پیشہ کماتی ہیں، تفریح کے بہانہ
سے فحش کھیل ہوتے ہیں اور بدچلنی کا سودا ہوتا ہے۔ خانقاہوں میں تمہارے
گوشہ نشیں عابدوں کے طفیل سے ہزاروں معصوم بچے پیدا ہوتے ہی قتل کر دیے
جاتے ہیں۔ تم اس کو فتنہ نہیں کہتے لیکن اسلام کو جو ان باتوں کی اصلاح کرتا
ہے فتنہ سمجھتے ہو۔

جابر۔ ان باتوں میں فرق آجاتا تو رہبانوں کے تعیش کا خاتمہ نہ ہو جاتا!

شور و غل کی آواز آتی ہے

آواز۔ ادب! ادب!!

جارج۔ دیکھو قیصر اور مقدس پاپا آتے ہیں۔

قیصر اور پاپا معہ چند عیسائیوں کے آتے ہیں، جارج پاپا کو
سجدہ کرتا ہے لیکن جابر اور سعید چپ کھڑے رہتے ہیں۔

پاپا۔ (جابر اور سعید سے) شاید تم مسلمان ہو، اس لئے ہمارا ادب نہیں کرتے؟

جابر۔ جناب ہم آپ کا ادب کرتے ہیں لیکن سجدہ بجز خدا کے کسی کو نہیں کرتے۔

پاپا۔ تم عیسیٰ مسیح کو گالیاں دیتے ہو۔

جابر۔ نہیں جناب ہم تو ان کی عزت کرتے ہیں۔

سعید۔ بلکہ سب مذہبی پیشواؤں کی عزت کرنا ہمارا فرض ہے۔

پاپا۔ تم ہم کو گالیاں دیتے ہو۔

جابر۔ نہیں جناب ہم آپ کو گالی نہیں دے سکتے۔

سعید۔ بلکہ گالی گلوچ غیبت اور بدگوئی کو بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔

پاپا۔ (چڑھ کر) اگر اب گالیاں نہیں دیتے تو آئندہ دو گے۔

جابر۔ یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں۔

پاپا۔ تم بڑے گستاخ ہو (ہنٹر مارتا ہے)

جابر ہنٹر پکڑ لیتا ہے۔

پاپا۔ (عیسائیوں سے) ان کو باندھ کر خوب پیٹو اور پھر ہاتھ پاؤں کاٹ کر اور تڑپا تڑپا کر مار ڈالو۔

عیسائی جابر اور سعید کو باندھ لیتے ہیں

سعید۔ تعجب ہے حضرت عیسیٰ کی تعلیم تو یہ ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی اس کے سامنے کر دو اور اگر کوئی تمہارا کوٹ چھینے تو اس کو اپنی قبا بھی دیدو لیکن آپ کا عمل یہ ہے کہ غریبوں کو ستاتے ہو اور بے گناہوں کا خون بہاتے ہو۔ یاد رکھو اگر ہم زندہ ہیں تو.....

جابر۔ ہماری زندگی الحاد کی بنیاد ڈھا دے گی۔

سعید۔ اور اگر ہم مارے گئے تو....

جابر۔ ہمارے خون سے اسلام کا پودا ہرا ہوگا۔

پاپا۔ یہ لڑکے بڑے زباں دراز ہیں ان کی زبان کھینچ لو اور پھر آفتاب کی ہیکل کے سامنے لیجا کر قتل کر ڈالو تاکہ جو لوگ دور دور سے ہیکل کی زیارت کیلئے حمص آتے ہیں وہ بھی دیکھیں اور اپنے اپنے ملک میں مسلمانوں کی ابتری کا حال مشہور کریں

عیسائی پیٹتے ہوئے جابر اور سعید کو لیجاتے ہیں اور ان کا سامان لوٹ لیتے ہیں۔

پاپا۔ یہ لوگ ملک اور مذہب کے لئے سخت خطرناک ہیں، جو ان کی باتیں سنتا ہے ان کا طرفدار ہو جاتا ہے، اسی قسم کے تاجروں اور فقیروں کے ذریعہ سے اسلام دنیا میں پھیلتا جاتا ہے، اس لئے اپنے ملک اور مذہب کی حفاظت کے لئے

ان کا قتل کر ڈالنا ضروری ہے۔

قیصر۔ آپ کو اختیار ہے۔

جاتے ہیں۔

ایکٹ ۱ سین ۵ گلزار عقربا (یمامہ)

سجاح۔ گناہ، گناہ، گناہ، گناہ، گناہ! جو بات کیجئے گناہ، جو کام کیجئے گناہ قسم ایمان کی انھیں باتوں نے تو مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا۔

راحلہ۔ سچ کہتی ہوں زندگی کیا ہوئی گناہ ہوا۔

سجاح اگر کسی مردوئے سے ذرا ہنس بول لئے تو یہ بھی گناہ، شراب پینا گناہ، عیش کرنا گناہ، جھوٹ بولنا گناہ، یہ بھی گناہ، وہ بھی گناہ....

مسیلمہ ہنستا ہوا آتا ہے۔

مسیلمہ۔ (قہقہہ لگا کر) جھوٹ بولنا بھی گناہ!

جھوٹ ہی پر ہے بنائے زندگی　　جھوٹ ہے مشکل کشائے زندگی

جھوٹ واجب ہے برائے زندگی

سجاح۔ سچ ہے سچ ہے۔

سجاح اور راحلہ کا گانا

جھوٹ ہی کی یہ ساری بہار ہے جھوٹ پر زندگی کا مدار ہے

جھوٹ پر جس کو دیکھو نثار ہے

سب میں جھوٹا نبی ہوشیار ہے

بات اس نے بتائی یہ راز کی کیا ضرورت ہے روزہ نماز کی

آج لذت اٹھا لو مجاز کی

عیش فردا کا کیا اعتبار ہے

عاشق زار اگر کامیاب ہو عورتوں کو نہایت ثواب ہو

حسن والفت میں کیوں اجتناب ہو

یہ تو منظور پروردگار ہے

اس نے دیدی اجازت شراب کی جس سے حاصل ہو مستی شباب کی

بات اس نے جو کی لاجواب کی

سب میں جھوٹا نبی ہوشیار ہے

نہار آتا ہے

نہار۔ (جھک کر) حضور مسلمانوں کی فوج عقربا کے نزدیک آپہنچی ہے۔

مسیلمہ۔ ہاں یہ ہم کو وحی سے معلوم ہو گیا تھا اسی لئے ہم یہاں آئے ہیں۔

سجاح۔ ان کے لشکر کی تعداد کیا ہے؟

نہار۔ مشکل سے تیرہ ہزار آدمی ہوں گے اور ہمارے پاس چالیس ہزار فوج ہے لیکن اب کی مرتبہ خالد بن ولید سپہ سالار ہے۔

سجاح۔ خالد!

مسیلمہ۔ تم ڈرتی کیوں ہو؟

سجاح۔ میں ڈرتی نہیں مجھے مسلمانوں کے نام سے نفرت ہے میں ان کا ذکر سننا نہیں چاہتی (جاتی ہے)

مسیلمہ۔ آئندہ انکا ذکر سننے میں نہ آئے گا۔

اگر آتے ہیں آنے دو کماں تک بڑھ کے آئیں گے
اگر بڑھتے ہیں بڑھنے دو یہ اب بچ کر نہ جائیں گے
ہم اب کی مرتبہ اسلام کا تختہ الٹ دیں گے
گلستان جہاں کی یک بیک کایا پلٹ دیں گے

مسیلمہ اور نہار جاتے ہیں۔

اسلامی لشکر داخل ہوتا ہے۔

خالد۔ مسلمانو یہ وہ دن ہے کہ اللہ نے جنت کے دروازے تمہارے لئے کھولدئے ہیں۔ کیا تم جنت میں جانا پسند نہ کروگے! بس مرنے اور مارنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور سمجھ لو کہ تم سے دنیا چھوٹتی ہے اگر تم نے لڑنے میں کچھ بھی تامل کیا تو دین اور دنیا دونوں کے نہ رہوگے، بڑی بے عزتی سے کافروں کے ہاتھ سے مارے جاؤگے اور اللہ اور اس کے رسول کو کیا منہ دکھاؤگے دشمن کو اپنی فوج کی کثرت پر ناز ہے، دو مرتبہ اسلامی لشکر کے پسپا ہو جانے سے اس کا غرور بڑھا ہوا ہے لیکن آج اس کا غرور ہم کو خاک میں ملانا ہے اور جو مسلمان مسیلمہ کے ظلم سے شہید ہوئے ہیں ان کا انتقام لینا ہے، چلو اپنی مرادیں حاصل کرو، دشمن سامنے ہے، اس سے پہلے کہ وہ تم پر حملہ کریں تم ان پر ٹوٹ پڑو۔

مسیلمہ نہار اور محکم معہ لشکر آتے ہیں۔

مسیلمہ۔ جواں مردو! کیا دیکھتے ہو! دشمن سامنے ہے جانے نہ پائے۔

لڑائی شروع ہوتی ہے، خالد لڑتے ہوئے دور جاکر نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں لشکر اسلام پسپا ہوتا ہے۔

مسیلمہ۔ کہاں ہے تمہارے نبی کا وعدہ کہ قیصر و کسریٰ کا ملک تم کو مل جائے گا۔

چند مسلمان عورتیں منہ پر نقاب ڈالے ہوئے آتی ہیں۔

ایک مسلمان عورت۔ مسلمانو! کہاں جاتے ہو کیا تم کو اپنی جانیں ایمان سے زیادہ پیاری ہیں۔

مسلمان پلٹ کر حملہ کرتے ہیں، گھمسان کی لڑائی کے بعد مسیلمہ کی فوج پسپا ہوتی ہے۔

محکم۔ آپ کی آسمانی مدد ابتک نہ آئی وہ وعدے کیا ہوئے؟ مسلمانوں کا خدا ان کے ساتھ ہے آپ کا خدا کہاں گیا؟

مسیلمہ۔ اگر اپنے بیوی بچوں کی عزت بچانا ہے تو بچالو!

حضرت خالدؓ آتے ہیں، محکم مارا جاتا ہے، مسیلمہ مع اپنے ساتھیوں کے فرار ہوتا ہے، مسلمان تعاقب کرتے ہیں۔

(سین ٹرانسفر)

....

....

اسلامی لشکر آتا ہے۔

خالد۔ مسلمانو دشمن نے فرار ہو کر اس باغ کی مضبوط دیواروں میں پناہ لی ہے، اب

اس کو فرصت دینا اصول جنگ کے خلاف ہے، میں تمہارے لئے دروازہ کھولتا ہوں اور دشمن کی جائے پناہ توڑتا ہوں۔

خالد باغ کی دیوار کود کر اندر جاتے ہیں شور وغل کی آواز آتی ہے، باغ کا دروازہ کھلتا ہے۔

مسیلمہ اور خالد کی فوج میں مقابلہ ہوتا ہے۔

خالد۔ (مسیلمہ سے) او نابکار کیوں اپنی زندگی خراب کرتا ہے؟ اگر خوف خدا نہیں تو کیا جان بھی پیاری نہیں؟

مسیلمہ ڈر کر بھاگتا ہے اور ایک حبشی (وحشی) کے ہاتھ سے قتل ہو جاتا ہے۔

ایکٹ ۱ سین ۶ راستہ

راحلہ آتی ہے

راحلہ۔ سچ کہتی ہوں جان بچی تو لاکھوں پائے۔ مسیلمہ کی جان گئی تو بلا سے جائے، خدا میری پیاری جان بچائے۔ سجاح نے لا کر مجھے کس جنجال میں ڈالدیا! مال و دولت کے لالچ سے، عیش و عشرت کے فریب سے، مجھے گھر سے نکالا

اور ایک بھولی بھالی عیسائی لڑکی کو خطرہ میں ڈالکر خود فرار ہو گئی۔ اس سے تو بہتر تھا میں مجوسیوں سے ملتی ۔ سنا ہے مجوسی عورتوں کی بڑی قدر کرتے ہیں عورت ذات پر مرتے ہیں، اپنی ہو یا بیگانی، نواسی ہو یا نانی، اس کو بیوی کی طرح کلیجہ سے لگاکر رکھتے ہیں جسین لڑکیاں اپنی اداؤں سے شاہی محبت خرید لیتی ہیں اور ایوان حکومت میں عیش کرتی ہیں ۔ لیکن میں تنہا کہیں نہیں جا سکتی، ابھی مجھے عیسائی بن کر رہنا پڑے گا، مناسب ہے کہ نن بن کر کسی خانقاہ میں رہوں اور جب تک کوئی جانباز عاشق نہ ملے کنواری مریم کے نام پر اپنے حسن کی حفاظت کروں ۔

(گانا) گاتے ہوئے جانا ۔

اچھی صورت کے زمانہ میں خریدار بہت
عاشق زار بہت، طالب دیدار بہت
دلبری چاہیئے پھرتے ہیں بہت دل والے
ہم مسیحائی پر آجائیں تو بیمار بہت
حسن شیریں ہو تو خسرو کئی فرہاد کئی
بیچنا چاہیں جو یوسف کو تو بازار بہت

ایکٹ ۱ سین ۷ آتشکدۂ حیرہ

مجوسی آگ کی عبادت کرتے ہیں، دستور کچھ پڑھتا ہے،

حضرت مثنیٰ داخل ہوتے ہیں

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

عام آواز۔ مسلمان! مسلمان!!

دستور۔ (چونک کر) مسلمان! مارو! مارو!!

سب کھڑے ہوتے ہیں

مثنیٰ۔ معزز دستور! میں آپ سے امن کی درخواست کرنے آیا ہوں مسلمانوں پر ایران میں ظلم ہوتے ہیں، ناحق قید کئے جاتے ہیں اور آخر قتل کردئے جاتے ہیں۔

دستور۔ (چلا کر) نکالو اس ناپاک کو یہ ہمارے آتشکدہ کو خراب کرنے آیا ہے۔

مثنیٰ۔ آپ مذہبی پیشوا ہیں، مجھے آپ سے انصاف کی امید ہے، میرے ساتھیوں کو بے قصور گرفتار کیا گیا ہے، آپ ان کو آزاد کرا دیجئے۔

دستور۔ (بگڑ کر) مسلمانوں کو آزاد! میں ان کو برباد کر دینا چاہتا ہوں یہ لوگ، ہاں تم لوگ دنیا میں گمراہی پھیلاتے ہو، تمہیں لوگوں نے ہمارے زبردست

۱۳۹۵۵

عالم مسلمان کو دین ایزدی سے پھیر دیا۔

مثنیٰ۔ مسلمان کو کسی نے مسلمان ہونے کے لئے مجبور نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود دین زرتشتی سے اسلام کو بہتر پاکر مسلمان ہوگئے۔

دستور۔ تم بکتے ہو۔ دین زرتشتی سے بہتر کوئی دین نہیں۔ دنیا میں تہذیب ہم نے پھیلائی۔ عرب اور عجم ہند اور چین مشرق اور مغرب سب نے ایران سے تہذیب سیکھی اور دین زرتشت سے تمام مذہب نکلے۔

مثنیٰ۔ کیا تہذیب یہی ہے جو آج کل ایران میں ہے کہ مالداروں کو غریبوں پر مالکانہ حق حاصل ہے اور انسان کو غلام بناکر رکھا جاتا ہے، مرد عورت آزادی سے ملتے ہیں، بادشاہوں کو رعایا پر خدائی مرتبہ حاصل ہے اور اسی کے جیسے دوسرے انسان اس کے سامنے بندوں کی طرح سجدہ کرتے ہیں، حمام اور قہوہ خانوں میں بدچلنی کا سودا ہوتا ہے، غیر قوموں کو غلاموں سے بدتر سمجھا جاتا ہے اور کیا دین زرتشتی یہی ہے کہ جو خدا کا نام لیتا ہے قتل کردیا جاتا ہے۔

ایک مجوسی۔ نہیں ہرگز نہیں، ایسا قتل کسی مذہب میں روا نہیں خداوند زرتشت کے مقدس دین پر یہ الزام نہیں لگایا جاسکتا۔ لیکن افسوس۔

سمجھتا ہے زمانہ دشمن تہذیب ہم سب کو

ہمارے موبدوں نے کر دیا بدنام مذہب کو

دستور۔ کیا کہا!

مجوسی۔ سچ کہا۔

دستور۔ مقدس آگ کے سامنے یہ بدکلامی!

مجوسی۔ بدکلامی نہیں حق بیانی

دین زرتشتی میں یا تو یہ ستم ہے ہی نہیں
اور اگر یہ ہو تو میرا دین زرتشتی نہیں
دین حق ایثار ہے اخلاص ہے احسان ہے
دل مرا اسلام کی تعلیم پر قربان ہے

دستور۔ میرے سامنے دین زرتشتی کی برائی! اس شیطان بندۂ اہرمن کو مقدس آگ کے سامنے کھڑا کر کے جلا دو۔

مجوسی نومسلم کو پکڑ کر آگ کے سامنے کھڑا کرتے ہیں۔

مثنیٰ۔ افسوس! میرے نومسلم بھائی افسوس!!

نومسلم۔ افسوس نہیں شکر!

مجھ کو ملا نصیب یہ فضل الٰہ سے

جنت میں جا رہا ہوں جہنم کی راہ سے

مجوسی نومسلم کو آگ کے قریب لاتے ہیں۔ آگ بھڑک کر یکایک
بجھ جاتی ہے اور کچھ دیر اندھیرا ہو کر جب اجالا ہوتا ہے
تو کوئی نظر نہیں آتا۔ (سین ٹرانسفر)

ایکٹ ۱ سین ۸ خانقاہ

راحلہ اور پاپا آتے ہیں۔

راحلہ۔ نہیں نہیں، مجھے جانے دو۔

پاپا۔ (راحلہ کو پکڑ کر) جو یہاں آتا ہے جانے نہیں پاتا۔

راحلہ۔ مقدس باپ مجھے چھوڑ دو۔

پاپا۔ میں باپ نہیں تمہارا عاشق ہوں۔

راحلہ۔ پاپا اور عاشق!

پاپا۔ مجھے پاپا نہ کہو پیارا کہو۔

راحلہ۔ میں تمہیں پیار نہیں کر سکتی۔

پاپا۔ ہرگز انکار نہیں کر سکتی۔

(خنجر نکالتا ہے)

راحلہ۔ (ڈر کر) یہ کیا؟ آپ کے دامن پر خون کے دھبے؟۔

پاپا۔ کل جو ایک خوبصورت لڑکی نن بن کر خانقاہ میں داخل ہوئی تھی اس نے میری پیاس بجھانے سے انکار کیا اس لئے میں نے اس کے خون سے اپنے خنجر کی پیاس بجھائی اور اپنے تقدس پر اس کو قربان کر دیا تاکہ راز فاش نہ کرنے پائے۔

راحلہ۔ آہ خونی!

پاپا۔ (راحلہ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر) چپ جنونی۔

راحلہ۔ مقدس باپ مجھے نہ مارو۔ نہ مارو۔ اچھا میں یہاں سے نہ جاؤں گی۔

پاپا۔ اور......

راحلہ۔ آپ کا حکم مانوں گی۔

پاپا۔ راحلہ تم کو معلوم ہے، جو لڑکی عمر بھر کنواری رہے گی، وہ یسوع مسیح کی بیوی بنے گی لیکن جو ہمارا کہنا نہ مانے گی، اس کی نجات نہ ہوگی۔ تم مسیح کی دلہن بننے کے لئے کنواری رہنا چاہتی ہو اسی لئے خانقاہ میں آئی ہو لیکن جب تک ہمارا حکم نہ مانو گی، مسیح تم سے خوش نہ ہوگا۔ سنو! مسیح کی تعلیم ہے، اگر کوئی تمہارے ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی سامنے کر دو اگر کوئی تمہارا کوٹ چھینے تو

اس کو قبا بھی دیدو۔

راحلہ۔ یہ میں جانتی ہوں۔

پاپا۔ یہ ایک قانون ہے اس کے مطابق سب کام کرنے چاہئیں مثلاً اگر میں تمہارے ایک گال کا بوسہ لوں تو دوسرا بھی پھیر دو اور اگر میں تم کو پیار کروں تو ہمکنا بھی ہونے دو۔ یسوع مسیح نے یہ بھی کہا ہے کہ اپنے دشمن کو بھی پیار کرو۔ میں تو تمہارا دوست ہوں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو اور یاد کر لو۔

راحلہ۔ مجھے یاد کرنے کی مہلت دیجئے۔

پاپا۔ کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ میں تم کو مہلت دوں اور تم چمپت ہو جاؤ۔ بس یہ بات ابھی سمجھ لو۔

خنجر میان میں رکھ کر اور جیب سے صراحی نکال کر راحلہ کو شراب دیتا ہے۔

پاپا۔ میری پیاری لو اس سے تم کو تسلی آئے گی اور عقل تیز ہو جائے گی۔

راحلہ شراب پیتی ہے اور پاپا کو پلاتی ہے۔

پاپا۔ پیاری ما اب میری بات سمجھ میں آئی؟

راحلہ۔ ذرا اور اچھی طرح سمجھ لوں۔

پاپا۔ (نشہ میں) سمجھ لو۔

(شراب کا گھونٹ لیتا ہے)

راحلہ۔ اچھا مثلاً میں نے آپ کے ایک گال پر طمانچہ لگایا!

(طمانچہ مارتی ہے)

پاپا۔ (گال مسل کر) پیاری آہستہ!

راحلہ۔ آپ دوسرا گال پھیرنا تو بھول گئے!

پاپا۔ ہاں مگر آہستہ!

راحلہ۔ اچھا اب آہستہ ماروں گی۔

(اسی گال پر زور سے طمانچہ مارتی ہے)

پاپا۔ ہائے مار ڈالا۔ پیاری ذرا آہستہ۔

راحلہ۔ سچ کہتی ہوں آپ تو پھر بھول گئے دوسرا گال نہ پھیرا۔

پاپا۔ یہ لو مگر ذرا آہستہ۔

(راحلہ دوسرے گال پر طمانچہ مارتی ہے)

پاپا۔ (لڑکھڑا کر) پیاری آہستہ۔

راحلہ۔ سچ کہتی ہوں پیارے یہ تو انجیل کی تعلیم ہے۔ اگر کوئی آہستہ مارے تو اس کو

زور سے بھی مارنے دو (مارتی ہے)

اور اگر کوئی کان کھینچے تو (کان کھینچتی ہے)

اسے گلا بھی دبانے دو۔ (گلا دباتی ہے)

(پاپا کی آنکھیں نکلی پڑتی ہیں)

پاپا - ذرا آہستہ! آہستہ!!

(راحلہ لات مارتی ہے، پاپا گرتا ہے۔

راحلہ (ہنستے ہوئے) سچ کہتی ہوں میرے پیارے یہ تو محبت کے ناز و انداز ہیں اس کا بُرا نہ ماننا چاہیے

پاپا ہاں پیاری لیکن ذرا آہستہ۔

(راحلہ مارتے ہوئے ہنس ہنس کر گاتی ہے، پاپا شراب کے نشہ میں ٹھوکر کھا کھا کر سنبھلتا ہے اور راحلہ کے ساتھ گاتا ہے۔

راحلہ دکھائے گا اثر جام شراب آہستہ آہستہ
پاپا شب وصل ان کا جائے گا حجاب آہستہ آہستہ
راحلہ تمنائے محبت رفتہ رفتہ رنگ لائے گی
پاپا دل مشتاق ہوگا کامیاب آہستہ آہستہ

راحلہ۔ (دارتے ہوئے) محبت میں جفائیں بھی کرم معلوم ہوتی ہیں

پاپا۔ مگر آہستہ آہستہ جناب آہستہ آہستہ

جاتے ہیں۔

ایکٹ ۱ سین ۹ میدان جنگ کاظمہ

ہرمز ایرانی لشکر لیکر آتا ہے، لشکر تیر تلوار، اور نیزوں سے آراستہ اور زرہ بکتر میں غرق ہے، ہرمز کے سر پر قیمتی تاج ہے۔ رستم، نرسی اور جاپان اس کے ساتھ ہیں۔

ہرمز۔ عراقی جواں مردو! ایران کے بہادر پہلوانو! تمہاری سلطنت دنیا کی سب سے بڑی سلطنت ہے، تمہاری قوم دنیا کی سب سے قدیم اور سب سے زیادہ مہذب قوم ہے، تمہارے ملکی خزانے سب ملکوں سے زیادہ آباد ہیں، تمہاری زمین کی خاک اکسیر ہے، تمہارا دین یزدانی سب دینوں سے بہتر ہے، اس لئے سب دنیا کو تمہاری سرداری تسلیم کرنی چاہئے اور سب نے تسلیم کرلی لیکن عربی لٹیرے ہمارے سامنے سر نہیں جھکاتے اور ہم سے برابری کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ ہم سے بڑھجانا چاہتے ہیں مثنیٰ کو ہم نے گرفتار کرلیا تھا لیکن وہ قبضہ

سے نکل گیا اور بدلہ لینے کے لئے اسلامی لشکر لیکر آیا ہے۔

رستم۔ یہ لوگ اپنی جان سے بیزار ہیں اس لئے ہم سے مقابلہ کے لئے تیار ہیں جو لوگ اسلام سے پھر گئے تھے ان پر فتح پانے سے ان لوگوں کے حوصلہ بڑھ گئے ہیں۔ مسیلمہ کے قتل ہونے سے، سجاح کے فرار ہو جانے سے اور یہودیوں اور مرتدوں کے مدینہ پر حملہ کرکے پسپا ہونے سے ان لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ ملک عجم منہ کا نوالہ ہے جس کو وہ آسانی سے نگل جائیں گے۔

رستم نرسی اور جاپان قہقہہ لگاتے ہیں

ہرمز۔ ان لوگوں کو معلوم ہے کہ روم جیسی زبردست سلطنت نے ہمارا لوہا مان لیا اور جب ہم سے مقابلہ ہوا تو رومیوں نے صلیب چھوڑ کر اپنی جان بچائی۔

رستم۔ یہ لوگ کس بات پر اکڑتے ہیں۔

جاپان۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب حق ہے اور حق کو ہمیشہ فتح ہوتی ہے، ان کا دعویٰ ہے کہ ہم خدا کے دین کے طرفدار ہیں اس لئے خدا ہمارا طرفدار ہے۔ اس عقیدے نے ان کے دلوں میں جوش، ان کے ارادوں میں استقلال اور ان کے بازوؤں میں کس بل پیدا کر دیا ہے۔

رستم۔ میں ان کے جوش کو ٹھنڈا کردوں گا۔

نرسی۔ میں ان کے استقلال کو توڑ دوں گا۔

رستم۔ میں ان کا کس بل نکال دوں گا۔

ہرمز۔ اور میں ان کو بتا دوں گا کہ ؎

ڈرتے ہیں سلاطین دلیران عجم سے
آسان نہیں معرکہ شیران اجم سے

رستم۔ بے شک

نرسی۔ بے شک

رستم۔ خالدؓ بن ولید، مسلمانوں کا مشہور سپہ سالار مسیلمہ کو شکست دے کر اور دوسرے باغیوں کو دباتا ہوا ہمارے مقابلہ کے لئے بڑھا تھا لیکن وہ کاظمہ آنے کی ہمت نہ کرسکا اور حفیر سے آگے اس کے قدم نہ بڑھ سکے۔

ہرمز۔ ہم اس کو حفیر ہی میں جالیں گے۔

رستم۔ یہی بہتر ہے۔ (جاتے ہیں)

دوسری طرف سے حضرت خالدؓ اسلامی لشکر لیکر آتے ہیں، سپاہی زرہ بکتر کے بجائے پھٹے ہوئے

کپڑے اور پیوند لگے ہوئے کمبل پہنے ہوئے ہیں۔ کسی کے
پاس ٹوٹی ہوئی تلوار ہے۔ کسی کے پاس ٹوٹا ہوا نیزہ ہے اور بس

خالدؓ۔ معلوم ہوتا ہے ایرانی لشکر یہاں آیا تھا اور ہمارے آنے کی خبر سن کر حفیر کی طرف چلا گیا، ان کا خیال ہے کہ جس طرح رومیوں کو شکست دیکر ان کی صلیب چھین لی تھی اسی طرح وہ ہمارے مقدس قرآن کو بھی چھین کر جلادیں گے۔ وہ نہیں جانتے کہ قرآن کو جلانے والی آگ سلطنت ایران کے تخت و تاج میں لگ جائے گی اور دشمنان دین کو خاک کر کے رکھ دے گی۔ اور جس چشمۂ ہدایت کو وہ اپنی شقاوت سے گدلا کرنا چاہتے ہیں وہ ان کے آتشکدوں کو بجھا کر رہے گا۔

مثنیٰ۔ میں نے ان لوگوں کو بہت سمجھایا، ایرانی نو مسلموں کے لئے امن کی درخواست کی مسلمان تاجروں کو لوٹنے سے منع کیا لیکن یہ لوگ مسلمانوں کی خاموشی کو کمزوری، رواداری کو اپنا رعب سمجھتے رہے اور مسلمانوں کے قتل سے باز نہ آئے اس لئے ہم کو مجبوراً اعلان جنگ کرنا پڑا۔

خالدؓ۔ ایرانی ہمارے اس ارادے پر ہنستے ہوں گے اور سمجھتے ہوں گے کہ مسلمان جس طرح اخلاق اور معاملات میں بہت نرم ہیں اسی طرح جنگ میں بھی

سست ہوں گے۔

مثنیٰ۔ اس لئے وہ اپنی کثرت اور دولت سے ہم کو ڈراتے ہیں اور اپنا رعب جماتے ہیں۔

خالدؓ۔ بھائی مثنیٰ ان لوگوں کے پاس سامان جنگ کیا ہے؟

مثنیٰ۔ سامان کے لحاظ سے ہمارا ان کا کوئی مقابلہ نہیں۔ ہمارے کسی سپاہی کے پاس اگر تلوار ہے تو نیزہ نہیں، نیزہ ہے تو تیر و کمان نہیں، ہم کمبل سے اپنا بدن ڈھانکتے ہیں اور پیوند پر پیوند لگاتے ہیں اور وہ زرہ بکتر سے چست ہیں اور قسم قسم کے ہتھیار سے تمام فوج لیس ہے۔

خالدؓ۔ لیکن وہ تدبیر جنگ بالکل نہیں جانتے۔ میں حفیر میں ٹھہرنے کا ارادہ ظاہر کرکے ایک دم یہاں آپہنچا اور یہ لوگ یہاں سے مقابلہ کے لئے حفیر چلے گئے۔ اب جب تک واپس آئیں گے ہمارا لشکر کافی آرام کرلے گا۔ اور جب یہ لوگ تھکے ہوئے یہاں پہنچیں گے تو کیا خاک مقابلہ کرسکیں گے ایرانی لشکر میں کوئی بھی ہماری اس ادنیٰ تدبیر کو نہ سمجھ سکا اور تم دیکھ لینا وہ اس کا کوئی تدارک بھی نہ کرسکیں گے۔

مثنیٰ۔ یہ ہماری کامیابی کی نیک فال ہے!

سپاہ کے ساتھ گشت لگاتے ہوئے جاتے ہیں۔

ہرمز ایرانی لشکر کے ساتھ آتا ہے۔ فوجی باجہ بجتا ہے۔

ہرمز۔ بہادر رستم! مسلمان یہاں ہم سے پہلے پہنچ گئے لیکن کس قدر بے وقوف ہیں کہ پانی پر بھی قبضہ نہ کیا اور دور ٹھہرے۔

رستم۔ وہ ہم سے اتنے ڈرے ہوئے ہیں کہ پہلے ہی فرار کا راستہ سوچ لیا ہے۔

ہرمز۔ مسلمانوں کو اپنے سپہ سالار خالدؓ پر بہت ناز ہے۔

رستم۔ واقعی وہ بڑا جانباز ہے۔

ہرمز۔ وہ اس معرکہ سے بچ کر نہ جائے گا ۔

میری تلوار سے وہ آج مقابل ہو کر
ڈھیر ہو جائے گا یا جائے گا گھائل ہو کر

رستم ۔ اس میں کیا شک ہے کہ ہیں آپ دلاور ایسے
معرکہ سر کئے ہیں آپ نے اکثر ایسے

ہرمز ایک خالد نہیں گر ہوں کئی خود سر ایسے
سامنے آئے اڑا دیتے ہیں ہم سر ایسے

(ہاتھ سے بتاتا ہے)

آواز۔ خبردار!

ستم۔ (ڈر کر) خالد آیا!

رمزا۔ (گھبرا کر) خالد آیا!

بھاگنا چاہتا ہے۔

سی اور جاپان۔ (اندر آکر) ہوشیار!

رمز۔ (پیچھے ہٹ کر ڈرتے ہوئے) ہ ہ ہو ہوشیار! ترسی اور جاپان تم ہو؟ ذرا خیال رکھو، ابھی میں دشمن کے دھوکے میں تم پر حملہ کرنے ہی والا تھا۔ بیکار میرے ہاتھ سے خون ہو جاتا۔ آئندہ جب کبھی آؤ سامنے سے آؤ۔

ی۔ دشمن سامنے ہے اور ان کے سپہ سالار نے یہ خط بھیجا ہے۔

ہرمز خط لیکر پڑھتا ہے

رمز۔ بعد حمد و ثنا کے معلوم ہو کہ تم اسلام لے آؤ سلامت رہو گے اور اگر مسلمان نہیں ہوتے تو جزیہ دو اور مسلمانوں کی پناہ میں رہو، یہ بھی نہیں تو پھر تمہاری زیادتی ظاہر ہے اور تم جو مسلمانوں پر ظلم کرتے ہو میں اس کا بدلہ لینے کے لئے وہ آدمی لیکر آیا ہوں جن کو موت ایسی پیاری ہے جیسی تم کو زندگی ......

(کاغذ پھاڑ کر پھینکتا ہے۔

ہماری شان میں یہ گستاخی!

(لشکر سے) دیکھو دشمن قریب ہے، اگر کسی نے مقابلہ میں پیٹھ دکھائی تو سلطنت عراق کی آبرو جاتی رہے گی اس لئے تم سب اپنے پاؤں میں بیڑیاں ڈال لو تاکہ بھاگ ہی نہ سکو اور جم کر مقابلہ کرو۔

سپاہی جاتے ہیں

ہرمز۔ (رستم، نرسی اور جاپان سے) تم چند آدمیوں کو لیکر آڑ میں چھپ جاؤ میں خالد کو مقابلہ کے لئے بلاؤں گا جب وہ سامنے آئے تو سب حملہ کرکے اس کا کام تمام کر دینا۔ میں اکیلا اس کے لئے کافی ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ ایسے دشمن کے قتل کا لطف تم سب اٹھاؤ۔

رستم، نرسی، جاپان جاتے ہیں۔ حضرت خالدؓ مع فوج کے آتے ہیں۔ ہرمز ایک طرف چھپتا ہے۔

خالدؓ۔ مسلمانو تم خوب جانتے ہو کہ ہم نے جنگ میں ابتدا انہیں کی اور رسولِ خدا اور خلیفۂ رسولؐ کے حکم کے مطابق دشمن کو صلح کا پیغام بھی دیا لیکن بے سود تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہماری یہ جنگ ملکی لڑائی نہیں بلکہ مذہبی جہاد ہے اس لئے تہیہ کرلو کہ جب تک مسلمان شہیدوں کا بدلہ نہ لے لو اور جب تک دشمن کو اپنا مطیع نہ بنا لو پیچھے نہ ہٹو گے۔

عام آواز۔ ہرگز نہ ہٹیں گے۔

خالدؓ۔ تم سچے ہو اور بے شک سچ ہی کو فتح ہو گی!

(جنگی باجہ بجتا ہے)

ایرانی لشکر بیڑیاں پہنے ہوئے سامنے نظر آتا ہے،
ہرمز آگے بڑھتا ہے۔

ہرمز میدان کارزار ہے رو نہ نبرد ہے
آئے ہمارے سامنے گر کوئی مرد ہے

خالدؓ (آگے بڑھ کر) مردوں سے کام ہی نہ پڑا نابکار کو
آ مرد ہے تو روک لے مردوں کے وار کو

خالد حملہ کرتے ہیں، آڑ میں سے رستم نرسی جاپان
وغیرہ نکل کر خالد پر حملہ کرتے ہیں۔ حضرت خالد ان کا
وار خالی دیکر ہرمز کی تلوار چھین لیتے ہیں اور پھر اس کو کمر
سے اٹھا کر رستم کے سامنے ڈھال کی طرح پیش کرتے
ہیں، رستم نرسی جاپان تلوار اٹھا اٹھا کر رہ جاتے ہیں
خالدؓ ہرمز کو زمین پر دے مارتے ہیں اور قتل کر دیتے ہیں

زمی، جاپان اور رستم فرار ہوتے ہیں، خالدؓ ہرمز کا تاج
اٹھا کر دور پھینک دیتے ہیں۔

رستم۔ (پلٹ کر) جاتا کہاں ہے سامنے آ میرا وار دیکھ
خالدؓ۔ جا سامنے سے دور ہو راہ فرار دیکھ

ایرانی لشکر حملہ کرتا ہے اور اسلامی لشکر کے
مقابلہ سے دب کر فرار ہوتا ہے، مسلمان تعاقب
کرتے ہیں۔

(سین ٹرانسفر)

میدان فراض

ایک طرف سے مسلمان دوسری طرف سے ایرانی لشکر آتا ہے

خالدؓ۔ کیا کاظمہ کی لڑائی اور حیرہ پر ہماری فتح سے بھی تم کو ہوش نہیں آیا کہ اب فراض کی زمین اپنے خون سے رنگین کرنے آئے ہو؟

رستم۔ ابھی معلوم ہو جائے گا کہ زمین کس کے خون کی پیاسی ہے اور عراق، شام اور جزیرہ کی سرحد پر کس کے قتل کی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ ہاں تیرے قتل

کے لئے یہی جگہ موزوں ہے، اسی جگہ ایران اور شام کا عہد نامہ مسلمانوں کے خون سے لکھا جائے گا اور اس پر تیرے لہو سے مہر ہوگی۔

رستم ایرانی فوج کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کرتا ہے مسلمان ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہیں دوسری طرف سے رومی لشکر آکر مسلمانوں پر حملہ کرتا ہے مسلمان پیچھے ہٹتے ہیں۔

الدرم۔ کون ؟ دغاباز بزدل رومی !

خالد رومیوں کی طرف پلٹتے ہیں اور چاروں طرف سے دشمنوں میں گھر جاتے ہیں۔ رومی اور ایرانی خالد کو گھیر کر چاروں طرف تلواروں کی نوک سے روکتے ہیں۔

ڈراپ سین

ایکٹ ۲ سین ا دمشق کا قلعہ

قلعہ میں چند عیسائی مرد عورت جمع ہیں، پاپا بڑی پارسا صورت بنائے بیٹھا ہے۔

پاپا۔ ہوشیار جارج! کچھ معلوم ہوا مسلمان کبتک دمشق کا محاصرہ کئے رہیں گے؟

جارج۔ جب تک دمشق فتح نہ کرلیں!

پاپا۔ دمشق فتح ہو یہ خیال خام ہے۔

جارج۔ وہ خیال خام کو اپنی تلوار سے پختہ کر لیتے ہیں۔

پاپا۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ دمشق کا حاکم ایک بہادر بطریق ہے اور کیا ان کو معلوم نہیں کہ مقدس پاپا کی دعائیں اس کے ساتھ ہیں؟

جارج۔ ہاں ان کو یہی تو معلوم ہوگیا ہے ورنہ ابتک نہ ٹھہرتے۔

پاپا۔ تو اب اس کا انجام بھی معلوم ہو جائے گا۔

جارج۔ ضرور (طنز سے) جب آپ یہاں ہیں تو دمشق کا خدا حافظ ہے!

پاپا۔ بے شک ہماری مدد خدا کی مدد ہے! تم نے سنا ہوگا کہ ہم نے جس جنگ میں ایرانیوں کی مدد کی اس کے بعد مسلمانوں کا ایران میں زور ٹوٹ گیا

جارج۔ اور یہ لوگ ہم پر ٹوٹ پڑے۔

پاپا۔ یہاں بھی ان کا وہی حشر ہوگا۔

جارج۔ ایران میں تو ان کو ہر جگہ فتح ہوئی اور فراض پر جہاں ایرانیوں اور شامیوں نے مل کر حملہ کیا تھا وہاں بھی یہی لوگ جیتے خالد کو ہم نے ہر طرف سے گھیر لیا تھا لیکن اس کو کسی طرح روک نہ سکے۔

پاپا۔ ہاں وہاں مسلمان جیت گئے لیکن جیتنے سے کیا ہوتا ہے ان کا زور تو ٹوٹ گیا۔

جارج۔ (منہ بناکر) بے شک زور تو ٹوٹ گیا اور جتنے زیادہ ملک یہ فتح کرتے جائیں گے ان کا زور ٹوٹتا جائے گا۔ اسی وجہ سے تو اجنادین کی لڑائی میں عیسائیوں نے ہار مان لی اگرچہ شکست ہم کو ہوئی لیکن زور مسلمانوں کا ٹوٹا۔

پاپا۔ اور ان کو دمشق پر حملہ کرنے کی طاقت نہیں رہی اسی لئے محاصرہ کئے پڑے ہیں۔ لیکن سردی کا موسم آگیا ہے یہ ہمارے ملک کی سخت سردی برداشت نہ کر سکیں گے اور نقصان اٹھا کر جائیں گے۔

جارج۔ اور اگر یہ نہ بھی گئے اور دمشق فتح بھی کر لیا تو کیا۔ بلا سے ان کا زور تو ٹوٹ جائے گا۔

پاپا۔ نہیں یہ دمشق فتح ہی نہ کر سکیں گے۔ ہماری شہر پناہ مضبوط ہے، شہر پناہ کے

چاروں طرف کھائی ہے اور کھائی میں پانی بھرا ہے، شہر کے سنگین دروازے بند ہیں، ہم امن چین سے اپنے مکانوں میں رہتے ہیں، ہماری فوج قلعہ کے مورچوں میں حفاظت کرتی ہے اور یہ لوگ کھلے میدان میں پڑے ہیں، کڑاکے کی سردی مارے ڈالتی ہے۔ نہ یہ لوگ شہر میں آسکیں گے نہ ہم ان کو لڑائی کا موقع دیں گے آخر یہ اس طرح کب تک پڑے رہیں گے؟ دراصل یہ ہم سے ڈرے ہوئے ہیں۔ ہمارے جاسوس ان کی فوج میں جاتے ہیں اور خبریں لاتے ہیں۔ ہم نے اپنی عورتوں کو بھی ان کے لشکر میں بھیجا تھا تاکہ ان کا چلن خراب کر کے عیش و عشرت میں پھنسا دیں اور ان کا مذہبی جوش مٹا دیں لیکن مسلمان ہمارے خوف سے ان کو گرفتار نہ کر سکے بلکہ حفاظت سے لاکر شہر پناہ کے پاس چھوڑ گئے۔ یہ لوگ شہر سے بہت دور نہ ہوں گے پھر بھی ہماری یہ ہمت ہے کہ ہم قلعہ میں جشن مناتے ہیں اور ذرا نہیں ڈرتے۔

جارج۔ وہ ہماری اس بہادری کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

پاپا۔ اس لئے خوشی مناؤ، گاؤ بجاؤ، پیو پلاؤ اور مسلمانوں کا غم دل سے دور کرو۔ آج بطریق دمشق کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اس کی خوشی میں دھوم مچاؤ اور مجھے عبادت کرنے دو۔

پاپا سر جھکا کر آنکھیں بند کر کے، عبادت میں مصروف ہوتا ہے، جارج جاتا ہے، پاپا کنکھیوں سے دیکھتا ہے اور پھر آنکھیں بند کر لیتا ہے، سب لوگ اسکی طرف دیکھتے ہوئے ہٹتے ہیں، پاپا آنکھیں کھولتا ہے، راحلہ جاتی ہے۔

پاپا۔ نیک دل راحلہ! تم ادھر آؤ اور ہماری فوج کیلئے خیر و برکت کی دعا کرو۔

راحلہ۔ (منہ بنا کر) بہت خوب

پاپا۔ (اِدھر اُدھر دیکھ کر) لاؤ لاؤ۔ اپنے پیارے پیارے ہاتھوں سے ایک چھلکتا ہوا جام تو پلاؤ۔

راحلہ صراحی اور جام لیکر پاپا کو شراب دیتی ہے۔

پاپا۔ (شراب پیکر) اہاہا!

راحلہ۔ (منہ بنا کر) اہاہا!

پاپا۔ (بہک کر) پیاری راحلہ!

راحلہ۔ مقدس باپ! لوگ سنتے ہیں!!

پاپا۔ (لپٹ کر) میری جان!

راحلہ۔ (ہٹ کر) مقدس باپ! لوگ دیکھتے ہیں!!

پاپا۔ پیاری کچھ گاؤ بجاؤ کوئی پھڑکتی ہوئی چیز سناؤ

راحلہ۔ پہلے آپ!

پاپا۔ پہلے آپ!

راحلہ۔ نہیں پہلے آپ!

پاپا۔ (ہنس کر) اچھا سنو! (گاتا)

الفت کے کرشموں میں ہے یہ بات ذرا سی
ایمان سے ضد رہتی ہے دن رات ذرا سی
تم بزم میں ملنے کو ملے بھی تو ملے کیا
خلوت میں نہ کی ہم سے ملاقات ذرا سی
نکلے نہیں ارمان ابھی وصل کے یارب
بڑھ جائے کسی طرح سے یہ رات ذرا سی

پاپا۔ اب آپ

راحلہ۔ اچھا! (گانا)

خانقاہوں میں جو رہبان نظر آتے ہیں
بھیڑئیے ہیں مگر انسان نظر آتے ہیں

ہیں تو اتمان کے ناموس وحیا کے دشمن
لیکن امت کے نگہبان نظر آتے ہیں

بات کرتے ہیں تو ہوتے ہیں فرشتے معلوم
کام پڑتا ہے تو شیطان نظر آتے ہیں

صرف دنیا طلبی کے لئے گناتیں ہیں تمام
ترک دنیا کے جو سامان نظر آتے ہیں

فکر ہے عشرت تازہ کی یہاں تک گویا
غم عقبیٰ سے پریشان نظر آتے ہیں

جارج آتا ہے، راحلہ چپ ہوتی ہے، پاپا سر جھکاتا ہے اور دعا کے طور پر کہتا ہے۔

پاپا۔ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے ....

قلعہ کی دیوار پر خالدؓ نظر آتے ہیں اور اسلامی جھنڈا گاڑتے ہیں۔

خالدؓ اللہ اکبر

احلہ اور پاپا دیوار پر دیکھتے ہیں

پاپا۔ یہ کون ہے جو ہماری عبادت میں خلل ڈالتا ہے۔

جارج۔ خالد! خالد!!

دربان چونک کر فصیل پر آتے ہیں، دوسری طرف کچھ مسلمان بھی فصیل پر چڑھتے ہیں، خالد قلعہ کی دیوار پر مقابلہ کر کے دربانوں کو قتل کر کے قلعہ میں کود تے ہیں، عیسائی سپاہ مقابلہ کرتی ہے

عام آواز۔ مارو۔ مارو! مارو!!

خالدؓ مقابلہ کرتے ہوئے قلعہ کا دروازہ کھولتے ہیں، مسلمان داخل ہوتے ہیں، لڑائی ہوتی ہے، سخت معرکہ کے بعد عیسائی فرار ہوتے ہیں۔ جابر اور سعید آتے ہیں۔

جابر۔ امن۔ امن خالد ابو عبیدہ نے عیسائیوں سے صلح کر لی ہے، جنگ ختم ہو چکی۔

خالدؓ۔ میں نے دمشق بزور شمشیر فتح کر لیا ہے اب صلح کی کوشش عیسائیوں کا فریب ہے۔

سعید۔ لیکن ابو عبیدہ چاہتے ہیں کہ دشمن کو احسان سے مطیع کیا جائے۔

(خالد چپ ہو کر سوچتے ہیں)

پاپا۔ کون؟ جابر اور سعید! تم ابھی زندہ ہو؟ موت کے فرشتہ نے تمہیں چھوڑ دیا؟

جابر۔ جی ہاں جناب تاکہ ہم آپ کو موت کے چنگل سے بچا سکیں۔

سعید۔ اور دشمنی کی آگ کو دوستی کے پانی سے بجھا سکیں۔

راحلہ۔ امان! امان!! اے رحمت کے فرشتو امان!!!

جابر۔ نہ گھبراؤ! نہ گھبراؤ۔ ہم عورتوں سے، بچوں اور بوڑھوں سے مذہبی پیشواؤں سے حالت جنگ میں بھی کچھ نہیں کہتے اب تو صلح ہو چکی ہے اور تم کو آزادی ہے۔

پاپا۔ آزادی! (جاتا ہے)

راحلہ۔ سچ کہتی ہوں آزادی! کیا اب ہم کو گرفتار کر کے لونڈی غلام نہ بنایا جائے گا؟ کاش...... (راحلہ جابر کی طرف دیکھتی ہے)

خالدؓ۔ ہرگز نہیں! لڑائی ختم ہو چکی اب نہ یہاں لوٹ مار کی اجازت ہے نہ کسی کو لونڈی غلام بنانے کی جہاد کا حکم صرف اس وقت تک ہے جبکہ دشمن ہماری جان یا ایمان کے پیچھے پڑے ہوں، قیام امن کے بعد لڑنا سراسر فساد ہے جو اسلام میں حرام ہے۔

راحلہ۔ تو کیا اب عیسائی اور مسلمان یہاں ساتھ رہیں گے۔

خالدؓ۔ نہیں کسی مسلمان کو عیسائیوں کے مکان میں رہنے اور ایک چپہ زمین لینے کا

بھی اب حق نہیں۔

راحلہ سچ کہتی ہوں میں نے تو سنا تھا مسلمان جو ملک فتح کرتے ہیں وہاں کے مردوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنا لیتے ہیں۔

خالدؓ ہم اپنے دشمنوں کے ساتھ یہی برتاؤ کرتے ہیں لیکن صلح کے بعد سب کو امان دی جاتی ہے۔ میں نے جنگ سے پہلے ہی اہل کلیسیہ کو یہ عہدنامہ لکھ کر دیدیا تھا کہ اہل دمشق کو ان کے جان و مال کی امان دی جائے گی، ان کے کلیسا اور شہر پناہ محفوظ رکھے جائیں گے، ان کے مکانات نہ گرائے جائیں گے اور ان مکانوں میں کوئی مسلمان سپاہی نہ رہے گا، اللہ اور اس کا رسولؐ اس عہدنامہ کے ذمہ دار ہیں، رسول اللہ کے جانشیں اور کل مسلمان دمشق والوں کے ساتھ نیکی سے پیش آئیں گے بشرطیکہ وہ جزیہ ادا کئے جائیں لیکن عیسائیوں نے اپنی شرط پوری نہ کی اور ہم نے دمشق فتح کرلیا۔

راحلہ تو کیا اب ..... تو کیا ..... (راحلہ جابر کی طرف محبت سے دیکھتی ہے)

خالدؓ ہم نے ان کو معاف کیا اور اب یہ سب رعائتیں ہم عیسائیوں کو دیتے ہیں بشرطیکہ وہ آئندہ بغاوت نہ کریں۔

راحلہ ایک گہرا سانس لیکر جابر اور سعید کی طرف

دیکھتی ہے، خالد، جابر اور سعید لشکر کے ساتھ جاتے ہیں

راحلہ۔ افسوس!

(جاتی ہے)

ایکٹ ۲ سین ۲ محل (مداین ۱۴ھ)

رستم اور نرسی آتے ہیں رستم کے سر پر زریں تاج ہے

نرسی۔ عالیجناب! جب سے آپ ہمارے امیر لشکر ہوئے ہیں فتوحات کا دور شروع ہو گیا ہے، نا اتفاقیوں نے سلطنت عجم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے، ہماری ایک سلطنت کئی حکومتوں میں تقسیم ہو گئی تھی، اس سے مسلمانوں نے فائدہ اٹھایا اور ہماری ولایت کا کافی حصہ دبا لیا لیکن خداوند ایزد کی برکت سے اب ملک میں اتفاق ہو گیا ہے جب سے پوران دخت نے آپ کو ہمارا سپہ سالار بنا کر سب کو حکم دیا ہے کہ آپ کے حکم سے سرتابی نہ کریں تبھی سے تمام عجم میں آپ کے ساتھ وفاداری کا جوش پھیلا ہوا ہے ایرانیوں نے نا اتفاقیوں کا نتیجہ بھی دیکھ لیا اور اب اتفاق کی برکت بھی دیکھ رہے ہیں۔

رستم۔ بے شک ہماری بدولت تمام بدنظمیاں دور ہو گئیں بلکہ ملک میں پھر وہی شان و شوکت پیدا ہو گئی جو شہنشاہ پرویز کے زمانے میں تھی اور مسلمانوں نے ہمارے

سے جتنے شہر دبائے تھے اب وہ پھر ہمارے قبضہ میں آرہے ہیں اور مسلمان فرار ہو رہے ہیں۔ ان کے دلوں پر ہماری ہیبت چھا گئی ہے۔ ان کا خالدؓ جیسا سپہ سالار ہمارے خوف سے شام کی طرف فرار ہو گیا اور عراق میں اس کے بڑے بڑے کارناموں پر پانی پھر گیا۔

نرسی۔ آپ کے اقبال سے مسلمانوں اور رومیوں میں لڑائی چھڑ گئی اور مسلمانوں کو ایران سے شام کی طرف جانا پڑا ورنہ ان لوگوں نے ایران کا خاتمہ ہی کر دیا ہوتا۔ تعجب ہے ان کے ایک ہی گروہ نے ایران میں کتنی لڑائیاں لڑیں اور ایران کے کتنے مرزبانوں نے تازہ دم فوجوں سے ان کا مقابلہ کیا لیکن یہ بلا دور نہ کر سکے جو آپ کے اقبال سے خود بخود رفع ہو گئی۔

رستم۔ یہ ہماری اقبال مندی کی دلیل ہے ؎

ہم بلند اقبال بھی ہیں اور جوان تقدیر بھی
صاحب تدبیر بھی ہیں صاحب شمشیر بھی
کانپتی ہے خوف سے دنیا ہمارے سامنے
خالد اب آنے نہ پائے گا ہمارے سامنے

جاپان۔ (داخل ہو کر زور سے) خالد اب ....

(رستم اور نرسی ڈر کر پیچھے ہٹتے ہیں)

رستم اور نرسی۔ (ڈرتے ہوئے) خالد! خالد!!

رستم اور نرسی کے ڈرنے سے جاپان بھی ڈرتا ہے۔

نرسی۔ کون جاپان؟

جاپان۔ کون نرسی اور رستم؟

رستم۔ خالد کدھر ہے؟

جاپان۔ خالد کہاں ہے؟

رستم۔ تم کو معلوم نہیں؟ ابھی تم نے کیا کہا تھا؟

جاپان۔ یہی کہ

خالد اب آنے نہ پائے گا ہمارے سامنے

کانپتی ہے خوف سے دنیا ہمارے سامنے

رستم۔ تم نے سن لیا ہوگا کہ ہم نے مقدس اور بہادر بہمن کو بھیج کر فرات کے کنارے درفش کاویانی کی مبارک روایتوں کو زندہ کیا اور دشمنوں کو وہ شکست دی جو ان کو قیامت تک یاد رہے گی۔ ہمارے ہاتھی نے ہزاروں مسلمانوں کو روند دیا، سیکڑوں دریا میں ڈوب مرے اور جو بچے فرار ہو گئے۔ اب

ہم عنقریب عراق کے وہ تمام شہر جو مسلمانوں نے لئے تھے ان سے چھڑالیں گے ہم نے دستوروں اور موبدوں کی تقریروں سے مذہبی جوش پیدا کرکے اور نقیبوں اور چاؤشوں کے ذریعہ سے مسلمانوں کی شرارت کا ڈھنڈورا پٹوا کر ان شہروں کے مرزبانوں اور رعایا کو بھی جو مسلمانوں کے برتاؤ کے گرویدہ ہوگئے تھے ملالیا ہے اور اب مسلمانوں کا خاتمہ ہے۔

جاپان۔ آپ کے اقبال سے یہی امید ہے لیکن افسوس آپ جس فتح کی خوشی منا رہے ہیں اس کو مسلمانوں نے ماتم سے بدل دیا اور اس معرکہ کے بعد بویب کی لڑائی میں سب بدلہ لے لیا پہلے سو عجمی ہزار عربوں پر بھاری ہوتے تھے لیکن اس معرکہ میں ایک ایک عرب دس دس عجمیوں پر بھاری نکلا اب مسلمان عراق کے تمام علاقہ میں پھیل پڑے ہیں۔ لوگوں کی رائے ہے کہ اس تباہی کا سبب آپ کا اور دوسرے امرا کا ذاتی اختلاف ہے اس لئے آپ کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہیں اور پوران دخت کو بھی تخت سے اتار دینا چاہتے ہیں سب کی یہی رائے ہے کہ یزدگرد کو بادشاہ بنایا جائے۔

رستم۔ افسوس باہمی اختلاف نے ایران کو تباہ کیا۔

نرسی۔ اور عیش پرستی نے برباد کیا۔

جاپان۔ زنانہ حکومت کا یہی انجام ہوتا ہے۔

نرسی۔ افسوس!

سب جاتے ہیں۔

ایکٹ ۲ سین ۳ دربار قیصر

تخت پر قیصر زریں لباس اور تاج پہنے ہوئے بیٹھا ہے، پاپا اس کے سیدھے ہاتھ کی طرف زاہدوں کی طرح سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے۔ کرسیوں پر تدارق، جارج وغیرہ بیٹھے ہیں، ناچ گانا ہوتا ہے، پاپا گانے والی لڑکیوں کی طرف نہیں دیکھتا۔

گانا

عشق کا طور نظر آتا ہے دل کا ڈھب اور نظر آتا ہے
ایک امید وفا پر نادان خوگر جور نظر آتا ہے
دیکھے خلوت میں کوئی زاہد کو بزم میں اور نظر آتا ہے

قیصر۔ مقدس باپ آپ کیا سوچ رہے ہیں؟

پاپا۔ مجھے یہ جلسے پسند نہیں، ان باتوں سے انسان خدا کو بھول جاتا ہے

قیصر۔ آئندہ اس قسم کے جلسے آپ کے سامنے نہ ہوں گے۔

قیصر لڑکیوں کو جانے کا اشارہ کرتا ہے، لڑکیاں جاتی ہیں
پاپا کنکھیوں سے لڑکیوں کی طرف دیکھ کر سر جھکا لیتا ہے۔

قیصر۔ جارج! شام کے جو ملک مسلمانوں نے دبا لئے اگر یہ ہم انھیں کو دیدیں اور واپسی کی کوشش نہ کریں تو کیا پھر بھی یہ ہم سے صلح نہ کریں گے؟

جارج۔ سلطان عالی! کئی کئی مرتبہ صلح کے عہد و پیمان کر کے جنگ چھیڑنے سے مسلمانوں کو ہمارا اعتبار نہیں رہا اور اب وہ ہمارے عہد و پیمان کو فریب سمجھتے ہیں اور صلح کی یہ شرطیں پیش کرتے ہیں کہ تم ہماری طرح مسلمان ہو جاؤ، ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھو، شراب پینا چھوڑ دو، سور کا گوشت نہ کھاؤ، اگر تم نے ایسا کیا تو تم ہمارے بھائی ہو، ہم کو تمہاری صلح کا اعتبار آجائے گا۔ اگر اسلام لانا منظور نہیں تو جزیہ دو ہم کو تم سے کوئی تعرض نہ ہوگا، اس سے بھی انکار ہو تو آگے تلوار ہے۔

قیصر۔ کیا وہ اس پر بھی خوش نہیں کہ اگر وہ چلے جائیں تو انعام کے طور پر انکے سپہ سالار کو دس ہزار دینار اور افسروں کو ہزار ہزار اور عام سپاہیوں کو سو سو دینار دلا دئے جائیں۔

جارج۔ نہیں ان کو یہ بھی منظور نہیں ان کو ڈرایا دھمکایا، لالچ دیا لیکن ان پر کسی بات کا

اثر نہیں ہوتا وہ صرف یہی کہتے ہیں کہ یا تو اسلام قبول کرو یا جزیہ دو ورنہ تلوار سے فیصلہ ہوگا۔

پاپا۔ ان کمینوں سے دبنا دین مسیحی کی توہین ہے ہم ہرگز جزیہ نہ دیں گے ہم جزیہ لیتے ہیں دیتے نہیں۔

قیصر۔ مقدس باپ بہتر ہے کہ ہم ان سے کسی طرح پیچھا چھڑالیں اور خیرات ہی سمجھ کر ان کو جزیہ دیدیا کریں کیونکہ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جہاں جہاں ہم ان سے لڑے شکست کھائی اور شام کے چھ بڑے بڑے حصوں میں سے تین ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ اندیشہ ہے کہ کہیں رہا سہا ملک بھی نہ چھن جائے۔

پاپا۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جب تک ہم ان کو پوری پوری سزا نہ دے لیں گے اور غریب عیسائیوں کے لوٹنے کا بدلہ نہ لے لیں گے، چین سے نہ بیٹھیں گے۔

جارج۔ مقدس باپ آپ غریب عیسائیوں کی خاطر نہ لڑیں، مسلمان خود غریبوں کے طرفدار ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ محل میں جب ان کا ایک معزز قاصد معاذ بن جبل ہمارے سپہ سالار کے پاس آیا تھا تو اس نے زرنگار فرش پر بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا اور صاف کہہ دیا تھا کہ جو فرش غریب رعایا کا حق چھین کر تیار ہوا ہو میں اس پر نہیں بیٹھنا چاہتا اس لئے وہ فرش الٹ کر غلاموں کی طرح زمین پر بیٹھ گیا

ہم چاہتے تھے کہ اپنی شان و شوکت کا اس پر اثر ڈالیں لیکن آپ نے دیکھ لیا کہ اس نے رعایا پروری اور عدالت کے اس اصول اور اپنی وضع کی سادگی سے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔

پاپا۔ وہ کوئی معزز آدمی نہ تھا بلکہ مسلمانوں میں کوئی معزز ہے ہی نہیں۔

جارج۔ اگر وہ معزز نہ ہوتا تو صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے نہ بھیجا جاتا۔ جب تک صلح کی باتیں ہوتی رہیں وہ نرمی سے گفتگو کرتا رہا لیکن جب اس کو فوج کی کثرت اور قیصر کے جاہ و جلال کے ڈرایا گیا تو اس نے بالکل پرواہ نہ کی۔ وہ یہی کہتا رہا کہ یا مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ دو تاکہ ہم کو تمہاری صلح کا اعتبار آئے ورنہ تلوار سے ہم امن قائم کریں گے ہم کو تمہاری کثرت کی پرواہ نہیں نہ حکومت کی پرواہ ہے۔ بلکہ اس نے صاف کہدیا کہ اگر تم ایسے بادشاہ کی رعایا ہو جس کو تمہاری جان و مال کا اختیار ہے تو ہمارا بادشاہ وہ ہے جس کو ہم پر کسی بات میں ترجیح نہیں، اگر وہ زنا کرے تو اس کو درے لگائے جائیں، اگر وہ چوری کرے تو اس کے ہاتھ کاٹے جائیں، پردے میں نہیں بیٹھتا، اپنے آپ کو ہم سے بڑا نہیں سمجھتا، مال و دولت میں اس کو ہم پر کوئی ترجیح نہیں۔ اور جب ہمارا قاصد ان کے لشکر میں گیا تو سب مسلمان برابر بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے اور ان کا سپہ سالار ان کے پاس بیٹھا ہوا تیروں کو

الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا اور جب تک بتایا نہ گیا یہ بھی معلوم نہ ہو سکا ان میں حاکم کون ہے۔

پاپا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ معزز نہیں کیا پھر بھی تم ان ذلیل جنگلی بدؤں سے دب کر رہنا چاہتے ہو؟ ہم کو مکاشفہ سے معلوم ہوا ہے کہ اب ان کی گردش کے دن قریب ہیں۔ کیا تم کو خداوند مسیح کی بشارت پر، انجیل مقدس کے وسیلہ پر اور اس پاک صلیب کی برکت پر یقین نہیں؟

قیصر۔ مجھے یقین ہے آپ برکت کی دعا کریں۔

پاپا۔ تم میری دعا سے فتح پاؤ گے اسی وقت جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

قیصر تذارق میں تم کو امیر لشکر مقرر کرتا ہوں۔ اگر مسلمان صلح کرنا نہیں چاہتے تو ہم ان سے دب کر نہیں رہ سکتے۔

تذارق سر جھکا کر چپ رہتا ہے۔

قیصر۔ کیا تم ڈرتے ہو؟

تذارق۔ نہیں میں تیار ہوں۔ لیکن کیا ہم مسلمانوں کو شکست دے سکتے ہیں؟

قیصر۔ مسلمان ہم سے دولت میں، حکومت میں، زور میں، تعداد میں، اور ہر بات میں کم ہیں، پھر کیا بات ہے جو ان میں ہے ہم میں نہیں ہے جسکی وجہ سے ہم ان کو

شکست نہیں دے سکتے؟

جارج۔ جہاں پناہ ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن اخلاق نہیں۔ عربوں کے اخلاق ہمارے اخلاق سے اچھے ہیں۔ وہ رات کو عبادت کرتے ہیں، دن کو روزہ رکھتے ہیں کسی پر ظلم نہیں کرتے، آپس میں بھائیوں کی طرح مل جل کر رہتے ہیں، ہمارا یہ حال ہے کہ شراب پیتے ہیں، بدکاریاں کرتے ہیں، اقرار کی پابندی نہیں کرتے اوروں پر ظلم کرتے ہیں، اس کا یہ اثر ہے کہ ان کے ہر کام میں جوش اور استقلال ہوتا ہے اور ہمارا جو کام ہوتا ہے ہمت اور استقلال سے خالی ہوتا ہے۔

پاپا۔ ہم خود جنگ میں شریک ہوں گے اور اپنے بہترین اخلاق کے اثر سے مسلمانوں کو شکست دیں گے۔

قیصر۔ میں آپ کے لئے روم قسطنطنیہ جزیرہ آرمینیہ ہر جگہ سے فوجیں جمع کر دوں گا۔

پاپا۔ اور میں تمہارا گیا ہوا ملک مسلمانوں سے چھین لوں گا۔

جاتے ہیں

ایکٹ ۲ سین ۴ حمص کا راستہ

حضرت خالدؓ ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے آتے ہیں۔

خالدؓ مشکل ہے کہ عیسائی اپنے عہد پر قائم رہیں اور آئندہ بغاوت نہ کریں لیکن امیر ابو عبیدہؓ نے ان کا پھر اعتبار کر لیا ہے۔ ممکن ہے اب عیسائیوں کو قدر عافیت معلوم ہو اور وہ امن سے رہنا سیکھیں۔ اس اثنا میں نئے شہروں کی تعمیر نہروں اور راستوں کا انتظام، اور بے قصور رعایا کو جنگ کی وجہ سے جو نقصانات پہنچے، اس کی تلافی کرنا ضروری ہے۔ اس لئے ابو عبیدہؓ حمص کا انتظام کریں گے مجھے دمشق کی طرف چلنا چاہیئے۔

تلوار میان میں ڈال کر جاتے ہیں۔

پاپا صلیب اور انجیل ہاتھ میں لئے ہوئے آتا ہے تین عیسائی اس کے ساتھ ہیں، عیسائیوں نے سر سے پاؤں تک سیاہ لباس پہنا ہے، ان کے ہاتھوں میں تلواریں ہیں۔

پاپا۔ (داخل ہوتے ہوئے) شرم! شرم!! شرم!!! وہ جنگلی وحشی قوم جس کی جہالت دنیا میں مشہور ہے، روم کی شائستہ قوم سے بازی لیجانا چاہتی ہے جن لوگوں کے پاس کافی سامان جنگ بھی نہیں اور جو لوگ فنون جنگ سے واقف بھی، نہیں، وہ تمہارا ملک دباتے چلے جاتے ہیں اور تم سے کچھ نہیں ہوتا یہ لٹیرے تمہارا ملک لوٹتے ہیں اور تمہیں سے امن سے رہنے کی ضمانت مانگتے ہیں

اور کہتے ہیں یا مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ دو تاکہ تمہاری صلح کا اعتبار آئے ورنہ ہم تلوار سے کام لیں گے۔ کیا تم کو غیرت نہیں آتی؟ کیا تم کو اپنے مذہب، اپنے ملک، اور اپنی قوم کی آبرو کا خیال نہیں آتا؟ اور اتنا نہیں کر سکتے کہ کسی طرح خالد کو قتل کر ڈالو جو ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے اور جو میدان جنگ میں تنہا ہزاروں کا خون بہا دیتا ہے۔ اگر تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو کیا کسی فریب سے بھی اس کا کام تمام نہیں کر سکتے؟ کر سکتے ہو اور اگر تم کو آسمانی باپ کی مدد اور ہماری دعا پر بھروسہ ہو تو ضرور کر سکتے ہو اس لئے جاؤ اور خالد کو دمشق پہنچنے سے پہلے ہی راستہ میں کسی طرح قتل کر ڈالو اور مقدس انجیل کی عزت بچا لو۔

عیسائی پاپا کو سجدہ کرتے ہیں، پاپا دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا دیتا ہے، اس کے بعد عیسائی ایک طرف جاتے ہیں اور پاپا دوسری طرف چلا جاتا ہے، جارج آتا ہے۔

جارج ناممکن ہے! ناممکن ہے! مسلمانوں کا تلوار سے مقابلہ ناممکن ہے مسلمانوں کو فریب دینا ناممکن ہے، رہبانوں کی بد دعائیں بیکار گئیں، قیصر کی فوجیں بیکار ہوئیں، اسلام ایک طوفان ہے جس کو صلیب کی لکڑی نہیں روک سکتی، اسلام ایک آندھی ہے جو انجیل کے اوراق پریشاں سے نہ تھمے گی، یہ طوفان صلیب کو

بہا لیجائے گا، یہ آندھی انجیل کو اڑا لیجائے گی اور آخر روم کو عرب کی اطاعت کرنی پڑے گی۔ رومیوں نے فحل میں تمام نہریں توڑ کر دشت کو دریا بنا دیا پھر بھی مسلمانوں کا سیلاب روکے نہ رکا۔ لیکن نہیں مانتے ہمارے رہبان نہیں مانتے اور قیصر کو بدلہ لینے پر ابھارتے ہیں۔ جب تک ان کا خاتمہ نہ ہوگا ملک میں امن ہونا ناممکن ہے! ناممکن ہے!! ناممکن ہے!!!

(جاتا ہے)

ایکٹ ۲ سین ۵ جنگل، وقت شب

اندھیری رات ہے، بادل گرجتے ہیں، کبھی کبھی بجلی بھی چمکتی ہے، تین سیاہ پوش خوفناک صورت آدمی تلواریں لیکر آتے ہیں اور باہم کچھ اشارے کرکے چھپ جاتے ہیں، کچھ دیر بعد ایک سوار ادھر سے نکلتا ہے، تینوں سیاہ پوش اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

آنے والا۔ امان! امان!!

ایک سیہ پوش۔ چپ شیطان! (مارتا ہے)

آنے والا۔ امان !! امان !!

سیہ پوش۔ خالد کے لئے دنیا میں کہیں امان نہیں۔ (مارتا ہے)

آنے والا۔ آہ ! آہ !! (مرکر گرتا ہے)

تینوں (زور سے قہقہہ لگا کر) اہاہاہا !

ایکٹ ۲ سین ۶ خانقاہ

راحلہ (راحلہ گاتی ہوئی آتی ہے)

پارساؤں میں میرا شمار ہے کیونکہ پاپا میرا دلفگار ہے

میری صورت پر ایسی بہار ہے

دیکھتے ہیں مجھے لوگ پیار سے میری خاطر ہیں سب بے قرار سے

میری صورت پر ایسی بہار ہے

پاپا گاتا ہوا آتا ہے، شراب کی صراحی ہاتھ میں ہے

پاپا۔ دل تمہارے لئے بے قرار ہے

سخت جنجال میں جان زار ہے

راحلہ۔ میری صورت پر ایسی بہار ہے

پاپا۔ پارساؤں میں میرا شمار ہے

راحلہ۔ جائیے بس پارسائی ہو چکی

پاپا۔ آئیے بے اعتنائی ہو چکی

راحلہ۔ پارسائی کیا اسی کا نام ہے؟

پاپا۔ جام ہے ساقی دل آرام ہے۔

(شراب دیکر)

پیاری۔ شراب سے دل مسرور کرو اور میرے دل کا غم دور کرو۔

تم بھی ہو میں بھی ہوں اور دل میں ایک ارمان بھی ہے

راحلہ۔ پادری بھی ہے، فرشتہ بھی ہے شیطان بھی ہے

پاپا قہقہہ لگا کر ہنستا ہے

راحلہ۔ سچ کہتی ہوں مقدس باپ! کیا واقعی آپ کو مجھ سے محبت ہے؟

پاپا۔ پیاری اس میں کیا شک ہے۔

راحلہ۔ پھر جب میں آپ کو محبت سے مارتی ہوں تو آپ روکتے کیوں ہیں؟

پاپا۔ اجی تم شوق سے مارو انکار کسے ہے لیکن پیاری اب تو میرے سر میں بہت کم بال رہ گئے ہیں، ذرا آہستہ!

راحلہ۔ اچھا اب میں تمہیں نہ ماروں گی لیکن مجھے تمہاری ناک بڑی خوبصورت لگتی ہے یہ مجھے دیدو!

پاپا۔ اررر میری ناک کاٹنا چاہتی ہو؟ نہیں پیاری ایسا ظلم نہ کرنا، ابھی مجھے لوگوں کو منہ دکھانا ہے۔

راحلہ۔ سچ کہتی ہوں تم کیسے عیسائی ہو اگر کوئی تمہاری ناک کاٹتا ہو تو چاہیئے اس کو کان بھی کاٹنے دو تم جو سبق مجھے پڑھاتے ہو، وہ خود کیوں بھول جاتے ہو؟

پاپا۔ نہیں پیاری میں بھولتا نہیں لیکن ناک! نہیں نہیں تم چاہو دس بیس جوتے لگا لو لیکن میری ناک رہنے دو۔

راحلہ جوتے کھا کر چلاؤ گے تو نہیں؟

پاپا۔ نہیں لیکن ذرا آہستہ۔

راحلہ۔ اچھا یہاں بیٹھو۔

راحلہ جوتا نکال کر مارتی ہے۔

راحلہ۔ ایک! دو!! تین!!!

پاپا۔ ذرا آہستہ۔

راحلہ۔ کیا کہا؟ لو میں گنتی بھول گئی!

(مار کر) ایک! دو!! تین!!! چار! پانچ چھ۔

پاپا۔ ہائے ہائے مار ڈالا۔ پیاری ذرا آہستہ۔

راحلہ۔ تم پھر بولے لو میں پھر بھول گئی۔

پاپا۔ اچھا اب نہ بولوں گا۔

راحلہ۔ (مارتے ہوئے) ایک! دو! تین! چار!!

پاپا۔ (ضبط کی کوشش کرتے ہوئے) ہا ہا ہائے

راحلہ۔ (جوتا پھینک کر) چلو دور ہو' دیکھ لی محبت!

پاپا۔ (خوشامد کرکے سر سہلاتے ہوئے) ہائے محبت!

مر مٹے ہم عشق کے آزار سے
بات بھی کرتے نہیں وہ پیار سے

راحلہ۔ میں اپنے حسن کا یوں صدقہ اُتارتی ہوں
تم جیسے عاشقوں کو جوتی پہ مارتی ہوں

پاپا۔ رحم کر ظالم مرمت ہو چکی (گانا) اب تو عاشق کی بری گت ہو چکی

راحلہ۔ میری جوتی کو ہے ایسی کیا غرض آپ کی پوری ضرورت ہو چکی

پاپا۔ تو نے گن گن کر اُڑائے سر کے بال عشق میں میری حجامت ہو چکی

راحلہ۔ کررہے ہو میری جوتی کا گلہ جاؤ جی تم سے محبت ہو چکی

(راحلہ ٹھنک کر اندر جاتی ہے)

پاپا۔ رحم کر ظالم مروت ہو چکی۔

راحلہ کا جوتہ لیکر جاتا ہے۔

ایکٹ ۲ سین ۷ قادسیہ میں دربار

یزدگرد کا دربار۔ رستم زرسی اور جاپان موجود ہیں سہیلیاں

گاتی ہیں۔

گانا۔ شہا ملک رانی تمہارے لئے ہے
یہ تخت کیانی تمہارے لئے ہے
تمہارے لئے ہے بہار جوانی
بہار جوانی تمہارے لئے ہے
یہ رقص طرب یہ سرود مسرت
یہ سب شادمانی تمہارے لئے ہے
حسینوں کے رخسار رنگیں میں گویا

مے ارغوانی تمہارے لئے ہے
ہمارے لئے بزم عشرت تمہاری
ہماری جوانی تمہارے لئے ہے

رستم۔ جہاں پناہ! جب سے آپ نے تخت پر قدم رکھا ہے، ایران کا ستارہ پھر بلندی پر آ گیا ہے، پوران دخت کے زمانہ میں جو جو خرابیاں پیدا ہوئی تھیں وہ آپ کے اقبال سے دور ہو گئیں۔ ہمارے آپس کے اختلاف دور ہو گئے اور اب تمام ایران کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ مسلمانوں سے اپنے ملک کو آزاد کرانا ہے۔ ان لوگوں نے ہمارا جس قدر ملک فتح کیا تھا، وہ پھر شہنشاہ کے اقبال سے ہمارے قبضہ میں آ گیا ہے۔

نرسی۔ جہاں پناہ! مسلمانوں کا زبردست سپہ سالار خالد بن ولید شاہی دبدبہ سے فرار ہو کر حدود شام میں مارا گیا۔

رستم۔ جہاں پناہ! مثنیٰ جس نے یہاں فساد کی بنیاد ڈالی تھی اس نے لگاتار لڑائیوں میں اتنے زخم کھائے کہ آخر ان کے اثر سے مر گیا۔ مسلمانوں میں اب کوئی ایسا نہیں ہے جو ہمارے اندرونی حالات سے واقف ہو، جو ہماری قومی عادتوں کو، ہمارے باہمی اختلاف کو، ہمارے ملک کے راستوں کو جانتا ہو

اور جو ہماری جنگی تدبیروں کو سمجھتا ہو ان دونوں کا مرنا ہماری فتحمندی کی فال ہے اور اب آپ کے اقبال سے ہم مسلمانوں کی تباہی کا شگون لیتے ہیں۔

یزدگرد۔ خدا کا شکر ہے اہل ایران پھر سنبھل گئے اور مردہ حکومت میں پھر جان آگئی جن لوگوں نے پوران دخت کے زمانے میں مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی تھی انھوں نے مسلمانوں سے بغاوت کر کے ہم سے وفاداری کا ثبوت دیا۔ اب ہماری تمام فوجیں ایک مرکز پر جمع ہیں، ایران کی سب چھوٹی بڑی ریاستیں ہمارے ماتحت ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار ہیں، لیکن بہادر رستم! مسلمانوں کی طرف سے ابھی میرے دل میں کھٹکا ہے۔

رستم۔ آپ بالکل نہ ڈریں، اگر مسلمان صلح پر راضی نہ ہوئے تو قادسیہ میں وہ معرکہ ہوگا جو ان کو قیامت تک یاد رہے گا اب آپ مدائن تشریف لے جائیں، نامناسب ہے کہ دشمنوں کو آپ کا یہاں آنا معلوم ہو۔

یزدگرد جاتا ہے تمام اہل دربار سجدہ کرتے ہیں، رستم تخت پر بیٹھتا ہے۔

رستم۔ (نقیب سے) مسلمان قاصد کو حاضر کرو۔

نقیب مسلمان قاصد حضرت مغیرہؓ کو لیکر آتا ہے حضرت

مغیرہ تیر و کمان تلوار لگائے ہوئے آتے ہیں اور تخت پر چڑھکر
رستم کے برابر بیٹھ جاتے ہیں۔

نقیب۔ ادب !! ادب !!! ادب !!!

دو نقیب مغیرہ کے ہاتھ پکڑ کر نیچے اتارتے ہیں

مغیرہ۔ (نیچے اتر کر) میں خود نہیں آیا بلکہ تم نے بلایا تھا مہمان کے ساتھ یہ سلوک اچھا نہیں۔ تمہاری طرح ہم لوگوں میں یہ دستور نہیں کہ ایک شخص خدا بن کر بیٹھے اور تمام لوگ اسکے سامنے بندوں طرح گردن جھکائیں۔

اہل دربار اس جواب پر حیرت سے ایک دوسرے کی
طرف دیکھتے ہیں۔

رستم۔ آیئے آیئے ! آپ کو ہمارے دربار کے آداب معلوم نہیں اور ہم آپ کا رواج نہیں جانتے اس لئے یہ غلطی ہوئی (پاس بیٹھنے کا اشارہ کر کے) تشریف رکھیئے۔

مغیرہ تخت پہ بیٹھتے ہیں۔

رستم۔ تیر کمان تو آپ ہر وقت ساتھ رکھتے ہیں ؟

مغیرہ۔ جی ہاں ہتھیار مردوں کا زیور ہے۔

رستم۔ (ترکش میں سے ایک تیر نکال کر) یہ تیر ہیں یا تکے ؟

مغیرہ۔ آپ کہیں تو نشانہ لگا کر بتاؤں؟

رستم۔ نہیں اگر ہیں تو یہ تنکے جیسے ان سے کیا ہوگا؟

مغیرہ۔ آگ کی لو کتنی ہی چھوٹی ہو آگ پھر بھی آگ ہے۔

رستم۔ (تلوار کے میان کو ہاتھ لگا کر) یہ میان تو بالکل ٹوٹ پھوٹ گیا۔

مغیرہ۔ (تلوار نکال کر) جی ہاں لیکن تلوار کو ابھی تیز کیا گیا ہے۔

رستم۔ (پیچھے ہٹ کر) خیر ہم چاہتے ہیں کہ آپ لوگ ہم سے صلح کر لیں اور ہمارا ملک چھوڑ کر چلے جائیں تاکہ اپنے جان ومال کے نقصان سے بچیں۔

مغیرہ۔ لڑائی میں نقصان آپ کا ہے ہمارا نہیں۔

رستم۔ آپ کو معلوم ہے کہ سلطنت عجم کا مقابلہ آج دنیا کی کوئی سلطنت نہیں کر سکتی مگر ہم آپ کی رعایت کرتے ہیں۔ پہلے جب عرب سر اُٹھاتے تھے تو ہمارے زمیندار اُن کو سیدھا کر دیا کرتے تھے۔

مغیرہ۔ ہم اسی احسان کا بدلہ دینے آئے ہیں۔

رستم۔ اگر تم واپس چلے جاؤ گے تو بہت کچھ انعام دلا دیا جائے گا۔

مغیرہ۔ اگر تم ہم سے صلح کرنا چاہتے ہو تو یا اسلام قبول کرو یا جزیہ دو ورنہ تلوار سے فیصلہ ہوگا۔

رستم۔ (غصہ سے) اگر تم نہیں مانتے تو ہم کو ناچار تلوار اُٹھانی پڑے گی۔

مغیرہ جواب دئے بغیر اُٹھ کر چلے جاتے ہیں، اہل دربار حیرت سے مغیرہ کو دیکھتے ہیں۔

رستم۔ یہ عرب بڑے گستاخ ہیں لیکن آفتاب کی قسم میں کل تمام عرب کو برباد کر دوں گا۔

جاپان ہاں اگر خدا نے چاہا۔

رستم۔ اگر خدا نے نہ چاہا تب بھی۔

(جاتے ہیں)

ایکٹ ۲ سین ۸ حمص کا راستہ

جارج گھبرایا ہوا آتا ہے۔

جارج۔ ہر طرف آفت، ہر طرف فتنہ، ہر طرف جنگ، ہر طرف موت، مسلمانوں پر جو ظلم ہوئے وہ اس کا بدلہ لینے پر تلے ہیں، قیصر نے ہر طرف سے مقابلہ کے لئے فوجیں جمع کیں ہیں، چاروں طرف سے فوجوں پر فوجیں چلی آتی ہیں، یرموک پر قیامت بپا ہے، ستم ہے ہمارے مذہبی پیشوا جو امن اور محبت کا پیغام سنانے آئے تھے، خون بہانا ثواب سمجھتے ہیں اس لئے جب تک ان کا خاتمہ نہ ہو گا امن ناممکن ہے۔

راحلہ داخل ہوتی ہے۔

راحلہ۔ ناممکن ہے، ان کا خاتمہ ناممکن ہے۔

جارج۔ راحلہ! مقدس راحلہ!!

راحلہ۔ سچ کہتی ہوں نیکدل جارج اگر ان راہبوں کا خاتمہ ہو گیا تو خانقاہوں کی کنواریاں بیوہ ہو جائیں گی۔

جارج۔ کنواریاں کس طرح بیوہ ہو سکتی ہیں؟

راحلہ۔ جس طرح خانقاہوں میں بچوں کی مائیں کنواری سمجھی جاتی ہیں۔

جارج۔ مقدس راحلہ تم کیا کہتی ہو؟!

راحلہ۔ سچ کہتی ہوں میں ان راہبوں کو ایسا نہ سمجھتی تھی۔ میں نے عزت اور آرام کی زندگی بسر کرنے کیلئے مسیحی خانقاہ میں پناہ لی تھی لیکن اب مجھے مسلمان ہونے کے سوا کہیں پناہ نہیں ہے حمص میں مسلمانوں کے پاس جانا چاہتی ہوں کیا تم میری رہنمائی کرو گے؟

جارج۔ افسوس راحلہ مسلمان حمص چھوڑ کر چلے گئے۔

راحلہ۔ چلے گئے!

جارج۔ ہاں چلے گئے اور پاپا اور تنذارق ان کے مقابلہ کے لئے فوجیں لیکر یرموک گئے ہیں اور میں بھی وہیں جا رہا ہوں۔

راحلہ۔ افسوس حمص والوں نے مسلمانوں کی قدر نہ کی اور ان کا ساتھ نہ دیا۔

جارج۔ اہل حمص کو مسلمانوں کے جانے کا سخت افسوس ہے اس لئے کہ جو برتاؤ مسلمانوں نے فتح کے بعد حمص والوں سے کیا، عیسائی حکومت نے کبھی نہ کیا تھا، وہ ان سے جزیہ لیتے تھے اور اس کے بدلے میں ان کے جان، مال اور آبرو کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ لیکن جب حمص سے جانے لگے تو کئی لاکھ کی جزیہ کی رقم بھی واپس کر دی اور صاف کہدیا کہ اب ہم تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے اس لئے جزیہ جو حفاظت کا بدلہ ہے نہیں لے سکتے۔

راحلہ افسوس!

جارج اس سے بھی زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ

(کان میں کہتا ہے)

راحلہ۔ (تعجب سے) کیا یہ سچ ہے؟

جارج بالکل واقعہ اس لئے اب تم ان کو اسی وقت جا کر اس کی خبر دو

راحلہ۔ میں ابھی جاتی ہوں۔

راحلہ اور جارج جاتے ہیں۔

ایکٹ ۲ سین ۹ دریائے یرموک

عمرو بن عاص لشکر اسلام کے ساتھ آتے ہیں، جنگی نقارہ بجتا ہے۔

عمرو بن عاص۔ اسلام کے جاں نثارو! خلیفہؓ نے شامیوں کے مقابلہ کے لئے چار طرف چار فوجیں روانہ کی تھیں لیکن رومیوں کی قوت اس قدر مضبوط ہے کہ ہماری چاروں فوجوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا ضروری تھا۔ اگر ہم جیسے سب آدمی ایک جگہ ہوں تو فوج کی کمی کی وجہ سے ہار نہیں سکتے اور اگر ہم الگ ہو گئے تو پھر ہم میں سے کسی کے پاس اتنی فوج نہیں کہ دشمن کا مقابلہ کر سکے۔ اب بھی اگرچہ دشمن کی فوج ہم سے کئی گنی زیادہ ہے تاہم وہ ہمارے رعب سے اس وادی میں ایک طرف دریا اور دوسری طرف پہاڑ کی پناہ لیکر ٹھہرے ہیں لیکن وہاں ان کو پناہ نہ ملے گی خدا کی قسم یہ اپنے آپ محاصرہ میں آگئے اور محصور فوج بہت کم کامیاب ہوتی ہے۔ کاش آج ہمارے ساتھ خالدؓ بن ولید ہوتا۔

شور و غل کی آواز آتی ہے۔

عمروؓ بن عاص۔ آج رومیوں میں کچھ زیادہ جوش و خروش ہے شاید کوئی تازہ کمک آئی ہو

ہم کو مقابلے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

عمروؓ بن عاص لشکر کے ساتھ جاتے ہیں۔ تذارق اور جارج دوسری طرف سے آتے ہیں۔

جارج۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں، مسلمان لڑائی میں ہارنا نہیں جانتے۔ یہ لوگ ایک آفت ہیں، دریا میں گھوڑے ڈال دیتے ہیں، پہاڑوں پر جست کرتے ہیں آگ میں کود جاتے ہیں، ایک ایک سو سو کا مقابلہ کرتا ہے۔ یہ لوگ تلواروں سے کھیلتے ہیں، شیروں کے گلے چیر دیتے ہیں اور کسی چیز سے نہیں ڈرتے۔ یہ لوگ جب سے اسلام آیا ہے برابر لڑ رہے ہیں لیکن ان کا زور کم ہونے کے بجائے برابر بڑھ رہا ہے اور ملک پر ملک ان کے قبضہ میں آئے چلے جاتے ہیں۔

تذارق۔ تم کسی طرح ان پادریوں کو سمجھاؤ جو انجیل دکھاکر، صلیب بتاکر، وعظ سناکر، مذہب اور گرجا کی عزت کا واسطہ دیدے کر، عیسائیوں میں جوش پیدا کرتے ہیں اور کسی طرح صلح پر راضی نہیں ہوتے۔

پاپا صلیب گلے میں لٹکائے ہوئے، ایک ہاتھ میں انجیل اور دوسرے ہاتھ میں صلیبی جھنڈا لئے ہوئے آتا ہے، اس کے پیچھے رومی لشکر ہے، جنگی باجہ بجتا ہے۔

پاپا۔ رومی جوانمردو! عرب کے جنگلی ڈاکو چاہتے ہیں کہ جس طرح انھوں نے عراق کے اکثر مقامات لوٹ لئے ہیں اسی طرح شام پر بھی ڈاکہ ماریں۔ تم کو اس لئے بھیجا گیا تھا کہ ان بدمعاشوں کو مار کر بھگا دو لیکن تم نے ہمت سے کام نہ لیا اور آخر مجھے آنا پڑا۔ ایک عظیم الشان لشکر یہاں پہلے سے موجود ہے میں اور تازہ مدد لیکر آیا ہوں۔ ڈرتے کیا ہو؟ اس طرح محاصرہ میں کب تک رہوگے؟ آؤ، ان مٹھی بھر مسلمانوں کو چن چن کر قتل کر ڈالو۔

جارج۔ مقدس پاپا! مسلمانوں کو اس طرح قتل کر ڈالنا آسان نہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مسلمانوں کے ایک ہی سپہ سالار خالدؓ بن ولید نے عراق کا تخت الٹ دیا۔ یہاں تو چار سپہ سالار چار الگ لشکر لیکر آئے ہیں؟

پاپا۔ چار کیا چالیس لشکر بھی آئیں تو ہمارا کیا کر سکتے ہیں؟ کیا تم کو معلوم نہیں کہ خالد بن ولید جس پر مسلمانوں کو بڑا ناز تھا اور جس نے عراقیوں کا ناک میں دم کر دیا تھا ہماری بد دعا سے مارا گیا؟ یہی انجام ان لوگوں کا ہونے والا ہے۔

تذارق۔ خالد مارا گیا؟ یہ بہت اچھا ہوا، ہم کو اسی کا خوف تھا۔

جارج۔ مقدس باپ! مسلمانوں کا ہر سپاہی خالدؓ جانباز ہے، ہم ان کا مقابلہ

پاپا۔ جارج! کفر نہ بکو بلکہ یوں کہو مسلمان ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے، ہم کو خدا نے دولت دی ہے، حکومت دی ہے، تہذیب دی ہے، علم دیا ہے، عقل دی ہے اور سب سے زیادہ یہ کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا ہم کو دیا، وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ بنا اور آج آسمان پر زندہ ہے، مسلمانوں کے پاس کیا ہے؟ کھجور کے پتوں کی جھونپڑیوں میں رہتے ہیں، اونٹ کی کھال یا اون اُن کا بدن ڈھانکتی ہے، دو دو دن تک ان کو کھانے کو نہیں ملتا، تمام دنیا میں ان سے زیادہ جاہل اور جنگلی قوم نہیں خانہ بدوشوں کی طرح جا بجا پھرتے ہیں۔

جارج۔ لیکن اپنا سر ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں اور ہم کو اپنی جان اور آبرو پیاری ہے۔

پاپا۔ جارج! تمہارے ایمان میں فرق آگیا ہے، ان لفظوں سے توبہ کرو ورنہ تمہاری نجات نہ ہوگی۔ کیا تم کو مقدس انجیل اور اس پاک صلیب کی عزت کا خیال نہیں جو مسلمانوں سے لڑنے میں اپنی جان اور آبرو جانے کا ذکر کرتے ہو یہاں تک کہ باپ بیٹا اور روح القدس پر بھی بھروسہ نہیں کرتے؟ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں سے جنگ کرنے سے پہلے تمہیں اپنی جان کو اس گناہ سے پاک کرو۔ تم جانتے ہو گناہ کی مزدوری موت ہے۔

جارج۔ مقدس باپ مجھے نجات سے محروم نہ کیجئے، میں اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہوں

اور جیسا آپ چاہتے ہیں سب سے پہلے میں ہی مسلمانوں پر حملہ کروں گا۔

پاپا۔ شاباش! رومی جواں مردو! قیصر نے روم، قسطنطنیہ، جزیرۂ آرمینیہ، اور سلطنت شام کے ہر گوشہ سے فوج جمع کی ہے دو لاکھ چالیس ہزار فوج اس وقت یہاں موجود ہے۔ اس کے علاوہ تازہ مدد آنے والی ہے۔ مسلمانوں کی تعداد صرف تیس ہزار کے قریب ہے۔ پھر ڈرتے کیا ہو؟ اس طرح محاصرہ میں کبتک رہوگے؟ آؤ اور مقدس انجیل، مقدس صلیب، اور مقدس گرجا کی عزت بچانے کے لئے قادر مطلق باپ، قادر مطلق بیٹے اور قادر مطلق روح القدس کے نام پر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑو۔

جنگی باجہ بجتا ہے۔ رومی لشکر ایک طرف جاتا ہے۔

ایکٹ ۲ سین ۱۰ بازار حمص

جابر اور سعید آتے ہیں۔

جابر۔ (سامنے دیکھ کر) وہی لڑکی!

راحلہ۔ (پاس آکر) ہاں وہ ہی بدنصیب لڑکی۔

سعید۔ راحلہ! ہم نے تم کو کتنا سمجھایا؟ کیا تم اس طرف کا آنا بند نہ کروگی؟ اگر تمہارے

بجائے کوئی دوسرا جاسوس ہوتا تو ہم اسے کبھی آزاد نہ کرتے۔

جابر۔ اس لئے جاؤ اگر آئندہ ادھر آؤ گی تو ہمیشہ کے لئے قید کر لی جاؤ گی۔

راحلہ۔ مغرور نادانو! بیدرد مسلمانو! تم نے ہمیشہ محبت کو نفرت کی نظر سے دیکھا اور اخلاص کو بدگمانی سے ٹھکرایا لیکن میں اب بھی تم سے ہمدردی کرتی ہوں اور تم کو ایک بڑے خطرے سے بچا سکتی ہوں۔

جابر۔ (ہنس کر) آپ کی ہمدردی کا شکریہ!

راحلہ۔ جابر تم ہنستے ہو، تم کو میرا اعتبار نہیں آتا لیکن میں سچ کہتی ہوں تم اس وقت ایک بڑے خطرے میں ہو۔ اگرچہ تم نے میری محبت کی قدر نہ کی لیکن میں تم کو محبت کرنا سکھاؤں گی اور اپنی زندگی خطرے میں ڈال کر تم کو ہر آفت سے بچاؤں گی۔ کیا تم یقین کرو گے کہ عیسائیوں نے تمہارے سپہ سالار خالدؓ بن ولید کو قتل کر دیا اور جہاں موقعہ ملتا ہے مسلمانوں کو چن چن کر مار رہے ہیں۔

سعید۔ (چونک کر) حضرت خالدؓ شہید ہو گئے؟

جابر۔ مجھے یقین نہیں آتا۔

راحلہ۔ میں انجیل مقدس کی قسم کھاتی ہوں۔

سعید۔ افسوس!

جابر۔ یہ عیسائیوں کی بڑی کامیابی ہے اور مسلمانوں کا سنگین نقصان۔

سعید۔ عیسائیوں کی یہ کامیابی مسلمانوں کی ناکامی کا سبب نہیں ہوسکتی حضرت خالدؓ شہید ہوگئے لیکن اسلام زندہ ہے۔ اسلام نے خالد جیسا جری پیدا کیا تھا، خالد نے اسلام کو پیدا نہیں کیا، اگر آج ایک خالد نہیں تو اسلام ایسے کئی اور خالد پیدا کرے گا۔

جابر۔ ہاں یہ سچ ہے لیکن اس وقت خالد کا نہ ہونا بڑی کمی ہے، دو زبردست سلطنتوں نے اپنی پوری طاقت سے چڑھائی کی ہے اور مسلمانوں کی مختصر جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی ہے، دونوں دشمن اپنے اپنے وطن میں ہیں تمام سامان حرب اور غلہ وغیرہ ان کے پاس جمع ہے اور مسلمان غیر ملکوں میں بغیر اسباب رہ گئے ہیں۔ بڑے بڑے کار آزمودہ صحابہؓ شہید ہوگئے، ایسی حالت میں بیک وقت دو دشمنوں کا مقابلہ دشوار ہے، قادسیہ اور یرموک پر قیامت بپا ہے

سعید۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

راحلہ۔ خدا کے لئے اب جلد یہاں سے اپنی جانیں بچا کر نکل جاؤ اور اگر.......

جابر۔ اور اگر؟

راحلہ۔ اور اگر بار خاطر نہو تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے لو میں عیسائیوں کے مظالم سے تنگ ہوں جابر! کیا تم اب بھی میری محبت کی قدر نہ کرو گے؟

جابر۔ راحلہ! مجھے معاف کرنا میں تمہاری ہمدردی کا اس وقت کافی شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ تم عیسائی ہو راحلہ۔ اچھا خدا حافظ۔

جابر اور سعید جاتے ہیں

راحلہ۔ جابر! جابر!! گیا، کیا عیسائی محبت نہیں کر سکتے کیا عیسائیوں کے سینہ میں دل نہیں ہوتا، کیا عیسائی.... ہاں عیسائی مسلمانوں کے دشمن ہیں، جابر کے دشمن ہیں.... عیسائی میری آرزو کے دشمن ہیں، عیسائی عزت و ایمان کے دشمن ہیں، میں عیسائی ہوں اس لئے جابر مجھ سے محبت نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر میری محبت سچی ہے تو میں اس بے وفا کو بھی محبت کرنا سکھا لوں گی۔

جاتی ہے۔

ایکٹ ۲ سین ۱۱ دریائے یرموک

فوجی باجا بجتا ہے، رومی لشکر آکر ایک طرف کھڑا ہوتا ہے، پاپا اور جارج سب سے آگے ہیں۔ اسلامی لشکر

آکر دوسری طرف کھڑا ہوتا ہے

پاپا۔ عیسائی بہادرو! تم نے اس سے پہلے بڑے بڑے معرکہ سر کئے ہیں اور مسلمانوں کو بھی موتہ اور تبوک کی لڑائی میں ہرا چکے ہو، آج ان پر ایسا حملہ کرو کہ یہ پھر نہ سنبھل سکیں۔ یہ تمہارا وطن ہے اور مسلمانوں کا پردیس، تم اب تک یہاں آسودہ رہے اور یہ لوگ سفر کرکے تھک گئے ہیں، تمہارے پاس سب اسباب جنگ اور کھانے کی افراط ہے۔ مسلمانوں کی رسد ختم ہو چکی اور اب ان کے پاس مدد کا کوئی ذریعہ نہیں رہا، اس لئے قدرت نے تمہاری فتح اور مسلمانوں کی شکست کا سبب پیدا کر دیا ہے، بس ایک حملہ کافی ہے آگے بڑھو میدان تمہارے ہاتھ ہے۔

رومی حملہ کرتے ہیں، اسلامی فوج مقابلہ کرتی۔

خالدؓ آتے ہیں

خالدؓ۔ اللہ اکبر

عمرو بن عاص۔ خالد!

عام آواز۔ زندہ باد!!

رومیوں کی آواز۔ خالد! خالد!!

جالبج۔ خالد زندہ ہوگیا؟

پاپا۔ یہ خالد ہے یا خالد کا بھوت؟ کیا خالد نہیں مارا گیا اور اس کے دھوکے میں اور کوئی کام آگیا؟

رومی ڈر کر پیچھے ہٹتے ہیں، پاپا فرار ہوتا ہے۔

خالدؓ۔ مسلمانو! نہ گھبراؤ، میں تمہارے لئے تازہ مدد لیکر آیا ہوں خدا نے ہم کو بار بار جانچا ہے اور ہم اس امتحان میں ہمیشہ کامیاب رہے ہیں، امید ہے خدا آج بھی ہم کو فتح دے گا لیکن آج کا معرکہ سخت ہے، ہم کو الگ الگ ہوکر لڑنا مناسب نہیں اگر مناسب سمجھو تو آج کی سرداری مجھے دیدو اور پھر قدرت الٰہی کا تماشہ دیکھو۔

عمروؓ بن عاص۔ یہ بالکل مناسب ہے

خالدؓ۔ اے پروردگار عالم! یہ تیرے خاص بندے ہیں جنھوں نے تیرے رسولؐ کا ساتھ دیا تھا اور اس کے مددگار رہے تھے تیری مرضی کے لئے انھوں نے اپنے گھر بار، بیوی بچے چھوڑے ہیں، تو ہماری عزت نہ رکھ بلکہ اپنے سچے دین کی عزت رکھ، ہماری مدد نہ کر بلکہ اپنے دین کی مدد کر، اے بیکسوں کے چارہ ساز! تو اپنے دین کے ذریعہ سے ہماری مدد کر اور ہم کو کفار کے ہاتھ سے ذلیل

خوار نہ کر۔

(فوج سے) مسلمانو! یہ دن تمہاری آزمائش کا ہے، تم لوگ آج جو کام کرو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے، اپنے نیک اعمال سے اس کو راضی کرو۔ یہ وہ دن ہے کہ اگر تم مارے گئے تو بے شک جنت میں جاؤ گے اور اگر اسلام کے دشمنوں پر فتح پائی تو غازی کہلاؤ گے کیا تم نے نہیں سنا رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ جنت تلوار کے سایہ میں ہے۔ اگر تم کو جنت لینا اور اللہ کو راضی کرنا ہے تو لڑو! لڑو!! لڑو!!! شاید اس کے بعد پھر ایسا موقع نہ ملے اور تمہاری موت آجائے۔ اس لئے آؤ جو کچھ لینا ہو آج ہی سے لو کل کا جھگڑا نہ رکھو۔

عام آوازیں۔ اللہ اکبر!

پاپا ہنذارق اور جارج رومی لشکر کے ساتھ آتے ہیں۔

پاپا۔ عیسائی جوانمردو! صلیب اور انجیل کی عزت تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم نے آج مسلمانوں کا مقابلہ نہ کیا تو یہ تمہارے دین کو، تمہاری مقدس کتاب کو، تمہاری عبادت گاہوں کو، اور تمہاری قوم کو برباد کردیں گے۔ ان جنگلی بدوں سے نہ ڈرو، انجیل کی برکت تمہارے ساتھ ہے، ہماری دعا تمہارے ساتھ ہے باپ بیٹے اور روح القدس کی مدد تمہارے ساتھ ہے، اس لئے آگے بڑھو

اور دشمن کو زندہ نہ چھوڑو۔ جارج! تم خالد کو پیغام جنگ دو اور بڑھ کر مقابلہ کرو ہماری دعا سے تم فتحیاب ہوگے۔

جارج گردن جھکا کر تسلیم کرتا ہے پھر آگے بڑھتا ہے۔

جارج۔ (للکار کر) خالد کدھر ہے؟ میرے سامنے آئے!

خالدؓ تلوار کھینچ کر آگے بڑھتے ہیں۔

جارج۔ خالد، ٹھیرو! پہلے مجھے ایک بات بتاؤ۔ سچ کہنا، جھوٹ نہ بولنا، شریف آدمی جھوٹ نہیں بولتے۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کیا خدا نے تمہارے نبی کے پاس آسمان سے تلوار بھیجی تھی، وہ تم کو دی گئی ہے اور اسی کی وجہ سے تم ہر جگہ فتح پاتے ہو؟

خالدؓ۔ نہیں بلکہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو ہمارے پاس بھیجا۔ ہم لوگ گمراہ تھے، اس نبی نے ہم کو ہدایت کا راستہ بتایا۔ پہلے میں اس نبی کا دشمن تھا اور اس سے لڑتا تھا، لیکن فیاض دل نبیؐ نے مجھے معاف کر دیا اور میں اس کے اخلاق کے اثر سے مسلمان ہوگیا۔ سچے نبی نے مجھے دعا دی کہ خالد تو خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جو مشرکوں کے مقابلہ کیلئے میان سے نکلی ہے، تو ہمیشہ فتحیاب ہوگا۔ اس دعا کی برکت سے میں

ہمیشہ فتح پاتا ہوں۔

جارج۔ تمہارا مذہب کیا ہے؟

خالدؓ۔ اس بات کا اقرار کرنا اور دل سے ماننا کہ سب جہان کا پیدا کرنے والا، پالنے والا اور مارنے والا ایک اللہ ہے۔ صرف وہی عبادت کے لایق ہے اور صرف اسی سے مدد مانگنی چاہئے۔ اور اس بات کو ماننا کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اسلام خدا کا سچا مذہب ہے۔

جارج۔ جو شخص تمہاری دعوت قبول کر لیتا ہے وہ کیسا سمجھا جاتا ہے۔

خالدؓ۔ وہ ہمارا بھائی ہو جاتا ہے۔ اسلام میں سب برابر ہیں کسی کو دوسرے پر کوئی بڑائی نہیں۔ امیر، غریب سب برابر ہیں۔

جارج تم قسم سے کہتے ہو کہ تم نے مجھ سے بالکل سچ کہا، دھوکا نہیں دیا، تالیف قلب نہیں کی؟

خالدؓ۔ خدا کی قسم نہ میں نے جھوٹ کہا نہ مجھ کو تم سے یا کسی سے نفرت ہے، میں نے جو کچھ کہا سچ ہے۔

جارج۔ (ڈھال پیٹھ پر ڈال کر) بے شک تم نے سچ کہا میں بھی اقرار کرتا ہوں،

کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اس کے سچے نبی ہیں!

خالد جارج سے بغلگیر ہو کر ملتے ہیں۔

خالدؓ۔ آج سے تم ہمارے بھائی ہو۔

پاپا۔ افسوس جارج گمراہ ہوا۔ بہادرو! لینا، جانے نہ پائے۔

سب رومی حملہ کرتے ہیں، خالد مقابلہ کرتے ہیں، جارج بھی رومیوں سے لڑتا ہے، لشکر اسلام آگے بڑھتا ہے اور گھمسان لڑائی کے بعد پیچھے ہٹتا ہے، رومی آگے بڑھتے ہیں، مسلمان عورتیں میخیں لیکر نکلتی ہیں اور رومیوں پر حملہ کرتی ہیں، خالدؓ اور جارج آتے ہیں اور ان کے حملے سے دب کر رومی فرار ہوتے ہیں، مسلمان ان کے پیچھے جاتے ہیں پاپا مسلمانوں کی تلواروں میں گھر جاتا ہے اور خوف سے کانپتا ہے۔

ڈراپ سین

ایکٹ ۳ سین ۱ جنگل (مدائن)

یزدگرد گھبرایا ہوا آتا ہے۔

یزدگرد۔ دیو! دیو!! (پیچھے دیکھ کر) دیو آ گئے۔ اے ایزدِ دانا!! ان دیوؤں سے بچانا۔
دجلہ دیوؤں سے پر ہو گیا۔ لشکر ایران کے شیروں کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا، دریا کی طغیانی نے ان کو نہ روکا، ہزاروں دیو گھوڑوں پر سوار، رکاب سے رکاب ملائے ہوئے کنارے پر آ پہنچے، ہماری فوج نے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں اور میں اس طرف آ نکلا۔

جاپان دوڑتا ہوا آتا ہے۔

دگرد۔ (ڈر کر بھاگتے ہوئے) دیو! دیو!!

پان۔ جہاں پناہ کوئی دیو ہے نہ شیطان ہے، آپ کا جاں نثار جاپان ہے۔

دگرد۔ کیا دیو دارالخلافت میں آ گئے۔

پان۔ جہاں پناہ دیو نہیں مسلمانوں نے مدائن پر قبضہ کر لیا۔

دگرد۔ مسلمانوں نے؟ مسلمان وہاں تک کس طرح پہنچے۔

ان۔ کشتیوں کے بجائے دریا میں گھوڑے ڈالنے والے مسلمان ہی

تھے، دیو نہ تھے! جب یہ کنارے پر پہنچے ہماری سب فوج فرار ہوئی۔ اور جب یہ شہر میں آئے تو تمام شہر خالی تھا۔ میں نے ان کو قصر شاہی میں جاتے ہوئے دیکھا اور اپنی جان بچا کر جہاں پناہ کی مدد کے لئے یہاں آپہنچا۔

یزدگرد۔ تم کو دھوکا ہوا، یہ حوصلہ انسانوں کا نہیں ہو سکتا!

جاپان۔ لیکن مسلمانوں کا ہو سکتا ہے ہم تیر برساتے رہے، دریا موجیں لیتا رہا، لیکن ان کے گھوڑے کشتیوں کی طرح تیرتے ہوئے کنارے پر پہنچ گئے۔ ہم نے مسلمانوں کے خوف سے تمام کشتیاں ہٹالی تھیں اور تمام پل توڑ ڈالے تھے لیکن مسلمانوں کی ہمت نہ توڑ سکے۔

یزدگرد۔ آخر یہ لوگ دجلہ تک کس طرح پہنچے۔

جاپان۔ جب بہرہ شہر فتح ہو گیا تو پھر دجلہ اور پائے تخت کی کون حفاظت کرتا؟

یزدگرد۔ کیا بہرہ شہر بھی مسلمانوں نے لے لیا؟

جاپان۔ جہاں پناہ وہ شیر جو بہرہ شہر کے دروازے پر پہرہ دیتا تھا اور جس سے فوجیں کانپتی تھیں، اس کو ایک مسلمان سپاہی نے ایک ہی وار میں مار ڈالا، پھر شہر کی حفاظت کون کرتا؟

یزدگرد۔ افسوس ہمارا زبردست شیر بھی مارا گیا۔

جاپان۔ جہاں پناہ وہ شاہی رسالہ جو ہر روز صبح قسم کھاتا تھا کہ ہمارے جیتے جی سلطنت فارس پر زوال نہ آئے گا، وہ مسلمانوں کا مقابلہ کرکے برباد ہوا اور شہر والوں نے جزیہ دینا منظور کرلیا تو پھر شہر کی کون فکر کرتا۔

یزدگرد۔ افسوس شاہی رسالہ کا یہ انجام ہوا؟

جاپان۔ جب بابل اور دوسرے مقامات مسلمانوں نے فتح کرلئے تو پھر اس رسالہ کی مدد کون کرتا؟

یزدگرد۔ آہ! عراق اور فارس کی عظیم الشان فوجیں کہاں گئیں؟

جاپان۔ افسوس، وہ قادسیہ کی لڑائی میں کام آگئیں۔ قادسیہ پر ہم نے اپنی پوری قوت صرف کردی تھی، بہمن اور رستم کی تدبیریں، درفش کاویانی کی برکتیں، آپ کا اقبال، ہماری جاں نثاری، موبدوں کی دعائیں، آہ سبھی کچھ تھا لیکن قسمت اچھی نہ تھی، مسلمانوں نے انہیں ٹوٹی ہوئی تلواروں اور انھیں تکلوں جیسے تیروں سے جن پر ہم ہنستے تھے، قادسیہ کا معرکہ سر کرلیا اور خالد اور مثنیٰ کے نہ ہوتے ہوئے سعد جیسے ناتجربہ کار سپہ سالار نے ہمارے کارآموزدہ امیروں کو موت کے گھاٹ

اُتار دیا۔ رستم ایک معمولی سپاہی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بہمن کا بھی یہی انجام ہوا اور افسوس اب بجز فرار جان بچانے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔

یزدگرد۔ افسوس آج دنیا کی سب سے پرانی حکومت لٹتی ہے، باغ عجم پر ریگستانِ عرب کی گرم ہوائیں چل رہی ہیں، کیانی خاندان کی ناؤ منجدھار میں ہے، ہزاروں برس کی تہذیب برباد ہوتی ہے، پاک آتشکدوں کی آگ آب شمشیر سے بجھائی جاتی ہے، اور ہم کچھ نہیں کرسکتے! جاپان ایوانِ شاہی میں ہزاروں قدیم اور قیمتی یادگاریں تھیں، وہ سب لٹ گئی ہوں گی، ہمارا شاہی لباس، جڑاؤ تاج اور وہ زرہ جس کو پہن کر ہم دوسرے بادشاہوں کے مقابلہ میں فخر کیا کرتے تھے، خاقانِ چین، قیصر روم، ہندوستان کے راجہ داہر، بہرام گور، وغیرہ کے خود، زرہ بکتر اور تلواریں تھیں کسریٰ، ہرمز اور قباد کے خنجر تھے، قیمتی برتن، سامانِ آرائش اور زر و جواہرات تھے اور کیا کچھ نہ تھا وہ سب دشمنوں نے لے لیا ہوگا۔ کئی ہزار گائے کی کھالیں دینار سے بھری ہوئی خزانہ میں تھیں، وہ کیوں چھوڑی ہونگی۔

جاپان۔ جہاں پناہ ان لوگوں نے ہم کو چھوڑ دیا یہی غنیمت ہے ؎

سب سے پیاری تو جان ہے شاہا
جان ہے تو جہان ہے شاہا

اب تو یہی بہتر ہے کہ حلوان چل کر ملک کا جو حصہ باقی ہے اس کی حفاظت کی جائے۔

یزدگرد۔ بلکہ فارس، عراق، عجم، جزیرۂ خراسان وغیرہ سے مدد جمع کر کے ایک بار اور قسمت آزمائی جائے

جاپان۔ قسمت آزمائی ہو چکی، اور مسلمانوں کے نبی کی پیشین گوئی پوری ہوئی ہماری سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اب مسلمانوں کا مقابلہ ہوا تو رہا سہا ملک بھی ہاتھ سے جائے گا۔

یزدگرد۔ (بگڑ کر) نہیں یہ ناممکن ہے!

جاپان۔ جو کچھ ہمارے لئے ناممکن ہے وہ مسلمانوں کے لئے ممکن ہے۔

یزدگرد۔ جاپان! کیا تم بدل گئے؟

جاپان نہیں جہاں پناہ قسمت بدل گئی! ہم نے مسلمانوں کو بھی آزما لیا اور اپنی قسمت کو بھی۔

یزدگرد۔ ابھی ہمارا آزمانا باقی ہے (جاتا ہے)

جاپان۔ ابھی اور مصیبت آنا باقی ہے، عنقریب تمام فارس مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے گا، نادان یزدگرد کو اُس وقت چین آئے گا۔

(جاتا ہے)

ایکٹ ۳ سین ۲ انطاکیہ میں دربار قیصر

کرسیوں پر اراکین دربار بیٹھے ہوئے ہیں، سامنے تخت بچھا ہے اور تخت کے سامنے لڑکیاں ناچ گا رہی ہیں، قیصر آکر تخت پر بیٹھتا ہے، سب سجدہ کرتے ہیں۔

گانا - ساقی نے جب لی انگڑائی میخواروں پر مستی چھائی
حشر ہوا برپا ہستی میں ڈوب گئی دنیا مستی میں
ساقی کی مدہوشی توبہ یہ جوشش مے نوشی توبہ
بے خود سب ہستی ہے گویا مستی ہی مستی ہے گویا

قیصر۔ بند کرو، بند کرو، گانا بجانا بند کرو (چاروں طرف دیکھ کر) میں نے

مقدس راحلہ کو بلایا تھا، کیا وہ ابھی تک نہیں آئی؟ (نقیب سے) جاؤ جلد بلا کر لاؤ۔

نقیب جاتا ہے۔

(اہل دربار سے) یرموک سے ابھی تک فتح کی خبر نہیں آئی۔ سنا تھا مسلمانوں کی تمام فوج تیس پینتیس ہزار سے زیادہ نہیں اور ہم نے دو لاکھ چالیس ہزار کا عظیم الشان لشکر بھیجا ہے، ہمارے روحانی بزرگ اور مذہبی پیشوا بھی ساتھ ہیں۔ اب جتنی دیر ہوتی جاتی ہے میرا ڈر بڑھتا جاتا ہے .... راحلہ ابھی تک نہیں آئی، اس کی باتوں سے دل بہلتا۔

راحلہ داخل ہوتی ہے اہل دربار کھڑے ہو کر گردن جھکا کر آداب کرتے ہیں۔

قیصر۔ مقدس راحلہ!

راحلہ۔ شہنشاہ اعظم ان کے لئے تمام خانقاہوں میں دعائیں ہو رہی ہیں!

قیصر۔ ہاں لیکن ابھی تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ مقدس راحلہ! آج میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔

راحلہ۔ سچ کہتی ہوں ضرور دیکھا ہوگا! تمہاری زندگی کا مشغلہ بجز خواب اور

کیا ہو سکتا ہے! میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے۔

قیصر۔ میں نے دیکھا کہ میں خانقاہ میں ہوں،

راحلہ۔ اور میں نے دیکھا کہ میں قصرِ شاہی میں ہوں۔

قیصر۔ میں تم سے بات کر رہا تھا۔

راحلہ۔ اور میں تم سے بات کر رہی تھی۔

قیصر۔ میں نے تم سے محبت کی۔

راحلہ۔ اور میں نے..........

پاپا آتا ہے

پاپا۔ اور مین نے تم پر لعنت کی۔

راحلہ۔ سچ کہتی ہوں مقدس باپ!

قیصر۔ مقدس باپ!

پاپا۔ چپ شیطان تو نے کہا تھا میں قیصر کو دشمن سمجھوں گی لیکن تو اس سے محبت کرتی ہے۔

راحلہ سچ کہتی ہوں مقدس باپ آپ ہی نے کہا تھا کہ اپنے دشمن سے بھی محبت کرو۔

قیصر۔ مقدس باپ جنگ کی کیا خبر ہے؟
پاپا۔ (راحلہ سے) لیکن میں نے یہ کب کہا تھا کہ اپنے دوستوں سے دشمنی کرنا، تونے مجھ سے بے وفائی کی۔
قیصر۔ بے وفائی؟ مقدس باپ آپ کیا کہتے ہیں؟ خواب کی بات پر اتنی بدگمانی! کیا آپ بتا سکتے ہیں اس کی تعبیر کیا ہوگی؟
پاپا۔ روم کی تباہی!
قیصر۔ روم کی تباہی؟
پاپا۔ جس سلطنت میں خانقاہیں رُسوا ہوں اس کی تباہی یقینی ہے۔
راحلہ۔ بے شک لیکن خانقاہوں کی رُسوائی تمہارے سبب سے ہے۔
پاپا۔ تمہارے سبب سے ہے، تم نے ہم کو بدنام کیا۔
راحلہ۔ تمہارے سبب سے ہے، تم نے ہم کو برباد کیا۔
قیصر۔ مقدس باپ! کیا مسلمانوں نے جنگ یرموک فتح کر لی؟
پاپا۔ بلکہ آس پاس کے تمام دوسرے مقامات بھی فتح کر لئے اور وہاں کے عیسائی یا مسلمان ہو گئے یا جزیہ دینے پر راضی ہو گئے۔
قیصر۔ افسوس! کاش ہم مسلمانوں سے جنگ نہ کرتے لیکن آپ نے

...... لیکن آخر رومہ تباہ ہوا۔

پاپا۔ یہ تباہی تمہارے عقیدے کی کمزوری سے آئی ہے۔

راحلہ۔ تمہاری بدچلنی سے آئی ہے۔ تمہارا مذہب کی آڑ میں عیش کرنا، مذہب کی آڑ میں حکومت کرنا، مذہب کی آڑ میں لوگوں کا مال، دولت اور عزت لوٹنا، اس تباہی کا اصلی سبب ہے۔ تم جو مذہبی تقدس کا دعویٰ کرتے ہو، مسلمانوں کے پیشواؤں کی طرف دیکھو جو دین کے لئے دنیا کو لات مارے بیٹھے ہیں، برخلاف اس کے تم نے کیا کیا؟ دین کے پردے میں دنیا کے مزے لوٹے، خانقاہوں میں عیش کیا اور بھولی لڑکیوں کو مسیح کی دلہن بنانے کا لالچ دے دیکر دین و دنیا سے کھو دیا۔ تمہیں نے عیسائی سلطنت کو تباہ کیا اور تمہیں نے عیسائی مذہب کی بے آبروئی کی اور تمہیں نے..............

پاپا جھپٹ کر غصہ سے راحلہ کا گلا دونوں ہاتھوں سے دباتا ہے۔

پاپا۔ ناشدنی، ناہنجار! ایک مذہبی پیشوا کی یہ بے حرمتی!

(قیصر راحلہ کو چھڑاتا ہے)

قیصر۔ مقدس باپ! جانے دو! جانے دو! دشمنوں کا بدلہ دوستوں سے نہ لو۔

پاپا۔ تم دونوں کی ناپاک دوستی کا وبال مسلمانوں کی صورت میں نازل ہوا ہے۔

راحلہ۔ پارسا شیطان! اپنے کلنک کا ٹیکہ قیصر کی پیشانی پر نہ لگا۔ مسلمان اس لئے آئے ہیں کہ دنیا کو تم جیسے شیطانوں سے خالی کر دیں۔

پاپا۔ (غصہ سے ہاتھ پکڑ کر) کیا کہا؟

راحلہ۔ (بیباکی سے) سچ کہا۔

قیصر۔ (دونوں کو چھڑا کر) مقدس پاپا! اگر آپ جیسی مقدس ہستیاں آپس میں دشمنی پر آمادہ ہو گئیں تو پھر دنیا کو دوستی کا سبق کون دے گا؟ اگر نمک کا مزہ جاتا رہا تو کھانوں میں مزہ کہاں سے آئے گا؟ جانے دو! جانے دو، اس اتفاقی نااتفاقی کو جانے دو اور مجھے جنگ یرموک کا حال سناؤ۔

پاپا۔ افسوس جیتی ہوئی بازی پلٹ گئی۔ جس وقت لخم اور غسان کے

عیسائی قبیلے جو مسلمانوں سے ملے ہوئے تھے، لڑتے لڑتے ہمارا اشارہ پاکر فرار ہوئے تاکہ مسلمانوں کی ہمت ٹوٹ جائے ا: رعیسائیوں کا جوش بڑھے تو دشمن کی فوج میں ایک ہل چل مچ گئی تھی لیکن کم بخت مسلمان عورتوں نے یکایک سامنے آکر ایسی مردانگی سے حملہ کیا کہ مسلمانوں کے بجائے اُلٹے ہماری فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور میں گرفتار کرلیا گیا لیکن مسلمانوں نے میرے مذہبی تقدس کا خیال کرکے چھوڑ دیا۔

راحلہ۔ افسوس!

قیصر (سر پکڑ کر) افسوس! مقدس پاپا جس طرح مسلمانوں نے آپ کو چھوڑ دیا اس طرح آپ بھی راحلہ کے مذہبی تقدس کا خیال کرکے اسے چھوڑ دیں

پاپا۔ (سوچ کر) برائی کے بدلے میں برائی کرنا دین مسیح کی توہین ہے۔ کوئی نیکدل اور پاک ہستی ایسا نہیں کرسکتی، اس لئے میں راحلہ کو معاف کرتا ہوں بشرطیکہ راحلہ آئندہ میرے خلاف ایک حرف زبان سے نہ نکالے۔

قیصر۔ (راحلہ کی طرف دیکھ کر) مقدس راحلہ!

راحلہ۔ میں نہ بولوں گی اور خانقاہ کا راز نہ کھولوں گی۔

پاپا۔ خانقاہ کے راز روحانی اسرار ہیں، وہ سب کی سمجھ میں نہیں آسکتے، اس لئے ان کا اظہار بیکار ہے

راحلہ۔ (منہ بنا کر) بے شک۔

پاپا۔ راحلہ! مسلمان ہماری روحانی تعلیم کو مٹانا چاہتے ہیں۔

راحلہ۔ سچ کہتی ہوں جب عمل مٹ گیا تو علم بھی مٹ جانے دو۔

پاپا۔ ان لوگوں نے فلسطین پر حملہ کیا ہے اور بیت المقدس لینے والے ہیں۔

راحلہ۔ جب دمشق لے لیا تو فلسطین بھی لینے دو، جب ہمارا مقدس دین گیا تو بیت المقدس بھی جانے دو۔

قیصر۔ مقدس باپ! کیا مسلمانوں سے اب بھی کسی طرح صلح ہو سکتی ہے؟

جو کچھ ہونا تھا ہو چکا سہ

نہ خطا آپ کی اس میں نہ ہماری تقصیر

آفتیں لائی ہے دنیا میں یہ ساری تقدیر

کیا تعجب ہے اب بھی آپ دعا کریں تو یہ بلا دور ہو جائے۔

پاپا۔ اگر تم کو ہماری دعا پر اتنا بھروسہ ہے تو بے شک ہم دعا کریں گے

ہم اگر چاہیں تو دعا سے تقدیر کو بدل دیں۔

قیصر۔ بدلئے جلد ہماری تقدیر بدلئے ؎

جلد فرمائیے اب ردِ بلا کی تدبیر

یہ مسلمان نہیں ہے یہ بلائے تقدیر

پاپا۔ تدبیر یہی ہے کہ سردست مسلمانوں کو صلح کے دام میں گرفتار کرلیا جائے اور پوشیدہ طور پر جزیرہ آرمینیہ اور دیگر مقامات سے کافی لشکر جمع کرکے ان پر دھاوا کیا جائے۔ مسلمانوں کی فتوحات سے ہماری ہمسایہ حکومتیں بھی ہوشیار ہو گئی ہیں اور اب وہ خوشی سے ہمارے ساتھ مل کر دشمنوں کا مقابلہ کریں گی، اس لئے مناسب ہے کہ تم قسطنطنیہ روانہ ہو اور میں بیت المقدس میں جاکر وہاں کے عیسائیوں کو مسلمانوں سے صلح پر آمادہ کردوں۔ مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا ہے، عیسائی مقابلہ پر آمادہ ہیں، میں ان کو مسلمانوں کی جنگی قوت سے ڈرا کر اور انکی امن پسندی کا حال سنا کر صلح کی بنیاد ڈالدوں گا اور پھر آسانی سے مسلمانوں کی بنیاد اکھاڑ دوں گا۔ کیونکہ مسلمان جلد فریب ہیں

آجاتے ہیں۔

قیصر۔ مجھے آپ کی رائے منظور ہے (جاتے ہوئے) الوداع اے شام! الوداع!

سب جاتے ہیں

ایکٹ ۳ سین ۲ بیت المقدس کا راستہ

جابر اور سعید آتے ہیں۔

جابر۔ بھائی سعید مبارک ہو امن و امان کا زمانہ آیا عیسائی یہودی اور مجوسی جو ہم کو کسی طرح پناہ نہ دیتے تھے آج ہماری پناہ میں ہیں اور شام و عجم کی وہ سلطنتیں جو ہماری بربادی چاہتی تھیں آج اُن کی آبادی ہمارے دم سے ہے۔

سعید۔ خدا کا شکر ہے کہ جن فتوحات کا ہم سے وعدہ تھا وہ پورا ہوا۔

جابر۔ اور جن فتوحات کی امید ہے وہ عنقریب پوری ہوگی ایشیا کا براعظم ہمارے زیر نگیں ہوگا، یورپ کا دامن ہمارے زیر قدم رہے گا، افریقہ میں ہمارا سکّہ جاری ہوگا، اور بحر اوقیانوس

سے بحرِ ہندوستان تک ہماری حکومت ہوگی سے گانا

علمدارِ وحدت ہے کثرت ہماری
نہ ہوگی پریشاں جماعت ہماری

خدا کی شریعت کے ہیں ہم محافظ
خدا خود کرے گا حفاظت ہماری

سلامت روی ہے طریقہ ہمارا
سلامت رہے گی شریعت ہماری

زمین و زماں ہیں رہینِ محبت
محبت ہے بنیادِ ملت ہماری

حکیموں نے ہم سے لیا درسِ حکمت
شجاعوں نے مانی شجاعت ہماری

دیا ہم نے پیغام امن و اماں کا
عدالت ہے طرزِ حکومت ہماری

رہے گا اثر تا قیامت ہمارا
نہ جائے گی محنت اکارت ہماری

خالد۔ (داخل ہوکر) اسلام کے جاں نثار بچو! خدا نے تمہاری دعائیں سن لیں اور آج ہم کو یہ دن دکھایا کہ ہمارے جانی دشمن دلی دوست ہوتے جاتے ہیں، ہم نے دشمنی کو دوستی سے روکا اور جنگ کو صلح سے دور کیا۔ اسلام سلامتی چاہتا ہے، ہم نے اسلام کی برکت سے سلامتی حاصل کی اور دشمنوں کو بھی سلامتی دی۔

گانے کی آواز آتی ہے۔

خالد۔ (آواز کی طرف متوجہ ہوکر) دیکھو! اگر تم اسلام کی روحانی کشش دیکھنا چاہتے ہو تو ادھر دیکھو۔

(راحلہ گاتی ہوئی آتی ہے)

برحق ہے دین رحمانی
باطل ادیان انسانی
دین رحمانی نورانی — نورانی دینِ رحمانی
یعنی تعلیم فرقانی — یکتا لاثانی لافانی
برحق ہے دین رحمانی
باطل ادیان انسانی

حق کے طالب حق کے جویا ہیں سب اس مذہب پر شیدا
ہندی چینی یا ساسانی مصری رومی یا یونانی
برحق ہے دینِ رحمانی
باطل ادیانِ انسانی
جو سرکش تھے دنیا بھر کے سر رکھتے ہیں اس کے آگے
ترکی تاتاری جاپانی اعرابی شامی ایرانی
برحق ہے دینِ رحمانی
باطل ادیانِ انسانی
سارے علم و حکمت والے چپ ہیں اس حکمت کے آگے
موسائی صابی نصرانی زرتشتی مانی یزدانی
برحق ہے دینِ رحمانی
باطل ادیانِ انسانی

جابر۔ راحلہ!

راحلہ۔ ہاں تمہاری راحلہ!

خالدؓ۔ اور اگر تم اسلام کی اخلاقی فتوحات کی تازہ مثال دیکھنا

چاہتے ہو تو میرے ساتھ آؤ۔

(جاتے ہیں)

ایکٹ ۳ سین ۴ بیت المقدس

بیت المقدس میں عیسائی رہبان اور رؤسا

جمع ہیں، ان میں یونانی بھی ہیں۔

پاپا۔ عیسائیو! اس مقدس صلیب کی قسم ہم نے خداوند مسیح کی تعلیم پر عمل نہ کیا اور صلح کے بجائے جنگ و جدل کرنے لگے، اس لئے ہم کو زک اُٹھانی پڑی اور مسلمانوں نے پیغمبر اسلام کی تعلیم پر عمل کیا اور قیام امن کے لئے جنگ کی اس لئے فتحیاب ہوئے۔ اگر مسلمان چاہتے تو ہم کو بیت المقدس سے نکال دیتے یا بے دریغ قتل کر ڈالتے لیکن ایسا نہ کیا اور صلح پر راضی ہو گئے ہم نے شرائط صلح طے کرنے کے لئے ان کے خلیفہ کو بلایا، اس نے بھی ہمارا کہنا مان لیا اور فتح کے بعد بھی زمین پر ہمارا قبضہ رہنے دیا، اس لئے مناسب ہے کہ اب

ان سے صلح کر لی جائے اور لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ سے عیسائیوں کا خون نہ بہایا جائے۔

حضرت خالدؓ آتے ہیں، راحلہ، جابر اور سعید ساتھ ہیں۔

خالدؓ۔ ہم خون بہانے کے لئے نہیں آئے دنیا کو صلح کا پیغام دینے کے لئے آئے ہیں اور قومی، مذہبی اور ملکی آزادی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے سردار امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے تمہاری صلح کی درخواست کو منظور کیا اور اس کے علاوہ چند رعایتیں اور بھی جو عہدنامہ کی صورت میں لکھ کر تم کو دی جاتی ہیں سنو!

خالد عہدنامہ پڑھتے ہیں۔

یہ وہ رعایتیں ہیں جو اللہ کے بندے امیرالمومنین عمرؓ نے ایلیا والوں کو دیں۔ ان کی جان، مال، گرجے، صلیب، بیمار، تندرست اور ان کے کل مذہب والوں کو اماں دی جاتی ہے۔ کسی کو ان کے گرجاؤں میں سکونت کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور وہ نہ گرائے جائیں گے، اور نہ ان کو نہ ان کے احاطے کو کچھ نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کی صلیبیں، نہ ان کے وقف

کئے ہوئے مقامات میں کچھ کمی کی جائے گی۔ مذہب کی بابت ان پر کچھ جبر نہ کیا جائے گا، اور نہ ان میں سے کسی کو ضرر پہنچایا جائے گا، ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہ رہنے پائیں گے اور ایلیا والوں پر فرض ہے کہ اور شہر والوں کی طرح جزیہ دیں.... .... جو کچھ اس عہد نامہ میں ہے اس پر اللہ کا" اللہ کے رسولؐ کا، ان کے جانشینوں کا اور تمام مسلمانوں کا ذمہ ہے بشرطیکہ اہل ایلیا مقررہ جزیہ دئے جائیں اور اس عہد نامہ پر خالدؓ بن ولید، عمروؓ بن عاص، عبدالرحمانؓ بن عوف اور معاویہؓ بن ابی سفیان نے اپنے دستخط بطور گواہ کے کئے۔

مرقومہ ۱۵ ہجری۔

عہد نامہ دیتے ہیں

پاپا۔ کیا ہمارے گرجا مسجد نہ بنائے جائیں گے؟

خالد۔ ہرگز نہیں یہ بھی عہد نامہ میں لکھدیا گیا ہے۔ اور کیا تم کو یاد نہیں کہ حضرت عمرؓ کو تم نے گرجا میں نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی لیکن انھوں نے اسی خیال سے وہاں نماز نہ پڑھی کہ آئندہ

مسلمان گرجا کو مسجد نہ بنالیں؟

پاپا۔ کیا جزیہ بھی جبراً وصول نہ کیا جائے گا؟

خالدؓ۔ ہرگز نہیں! جزیہ دینے اور امن و امان سے یہاں رہنے پر یا جزیہ نہ دینے اور یہاں نہ رہنے پر سب کو پورا اختیار ہے۔

پاپا۔ بس، ہم یہی چاہتے ہیں اور اب آپ کی اطاعت سے کبھی سرتابی نہ کریں گے (بلند آواز سے) زندہ باد خالدؓ!

سب۔ خالد زندہ باد!!

خالدؓ۔ نہیں یوں کہو اسلام زندہ باد!

سب۔ اسلام زندہ باد! اسلام زندہ باد!! اسلام زندہ باد!!!

ڈراپ سین